

برادرِ اعلیٰ حضرتؒ کا عظیم الشان نعتیہ دیوان



کَوِّوِ نَعْتِ

برادرِ اعلیٰ حضرتؒ
مولانا حسن رضا خان
رحمۃ اللہ علیہ

ALHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

ذوقِ نعت

نعتیہ کلام

حضرت مولانا حسن رضا خان حسن رحمۃ اللہ علیہ

www.alahazratnetwork.org

پیش کش:

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

برائے:

www.alahazratnetwork.org

ذوق نعت	:	نام کتاب
حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن	:	تصنیف
راؤ فضل الہی رضا قادری	:	کمپوزنگ
راؤ ریاض شاہد رضا قادری	:	ٹائٹل
راؤ سلطان مجاہد رضا قادری	:	زیر سرپرستی
fikrealahazrat@yahoo.com	:	ای۔میل

پیش کش:

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

www.alahazratnetwork.org

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خرد ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرائے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکیسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمتِ بیکس نواز کا

مانند شمع تیری طرف تو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

www.alahazratnetwork.org

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندے پہ تیرے نفسِ لعین ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آرز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کار ساز کا

فکرِ اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا

طور پر ہی نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوہ زیبا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا
کیجئے کوئی آنکھوں سے نظارہ تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جو یا تیرا

پار اترتا ہے کوئی غرق کوئی ہوتا ہے
کہیں پایاب کہیں جوش میں دریا تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق رہیں دل میں ہو جلوہ تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معما تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخن عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

ہر سحر نغمہ مرغان نواسخ کا شور
گوںجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جو یا تیرا

فکرِ اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

پھر نمایاں جو سر طور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشق شیدا تیرا

جلوہ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا
کہ گلے مل کے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا

اُردنی گونے سرطور سے پوچھے کوئی
کس طرح غش میں گراتا ہے تجلا تیرا

باغ میں پھول ہوا شمع بنا محفل میں
جوش نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

شہ نشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اس نے
آہ اے دیدہ مشتاق یہ لکھا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

دشت ایمن میں مجھے خاک نظر آئے گا
مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

وحشہ عشق سے کھلتا ہے تو اے پردہ یار
کچھ نہ کچھ چاکِ گریبان سے ہے رشتہ تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

برقی دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ حجازی پایا
پوچھنے جائے اب کس سے ٹھکانا تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھئے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے مشتاقِ زمانہ تیرا

چاک ہو جائیں گے جیب و گریباں کس کے
دے نہ چھپنے کی جگہ راز کو پردہ تیرا

آفریں اہل محبت کے دلوں کو اے دوست
ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جماتا ہے حسنؔ اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمناؤں کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

میکدہ میں ہے ترانہ تو ازاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

بے نوا مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں
صاحبِ جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا

اتنی نسبت بھی دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا

واہ اے عطرِ خدا ساز مہکتا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینہ تیرا

لا مکاں میں نظر آتا ہے اُجالا تیرا
دُور پہنچایا ترے حسن نے شہرہ تیرا

یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا
تو ہے مختار دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا

کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پر لوٹے
تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے کلزا تیرا

خوبرویاناں جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حسن دل آرا تیرا

بادشاہانِ جہان بہر گدائی آئیں
دینے پر آئے اگر مانگنے والا تیرا

پاؤں مجروح ہیں منزل ہے کڑی بوجھ بہت
آہ گر ایسے میں پایا نہ سہارا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلامِ عجمی
اے عرب والے ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا

خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آمری جان مرے دل میں ہے رستہ تیرا

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا مرجعِ کل ہے درِ والا تیرا

دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑا تیرا
وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

جلوۂ یارِ ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر نکلتی ہیں رستہ تیرا

کیا کہے وصفِ کوئی دشتِ مدینہ تیرا
پھول کی جان نزاکت میں ہے کانٹا تیرا

خسرو کون و مکاں اور تواضع ایسی
ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا

دشت پرہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے
اے مرے خضرِ ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا

دشمن و دوست کے مونہ پر ہے کشادہ یکساں
روئے آئینہ ہے مولیٰ درِ والا تیرا

نیک اچھے ہیں کہ اعمال ہیں اُن کے اچھے
ہم بدوں کے لئے کافی ہے بھروسا تیرا

اُونچے اونچوں کو ترے سامنے ساجد پایا
کس طرح سمجھے کوئی رتبہ اعلیٰ تیرا

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں
سگ ترا بندہ ترا مانگنے والا تیرا

اچھے اچھے ہیں ترے در کی گدائی کرتے
اونچے اونچوں میں بنا کرتا ہے صدقہ تیرا

کیوں تمنا مری مایوس ہو اے ابر کرم
سوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا

حشر کی پیاس سے کیا خوف گنہگاروں کو
تشنہ کاموں کا خریدار ہے دریا تیرا

صدق نے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے اُلش کو بھی جھوٹا تیرا

بہدِ غم کاٹ دیا کرتے ہیں تیرے ابرو
پھیر دیتا ہے بلاؤں کو اشارہ تیرا

عملِ نیک کہاں نامہ بدکاراں میں
ہے غلاموں کو بھروسا مرے آقا تیرا

اونچی ہو کر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جا کے خورشید بنا چرخ پہ ذرہ تیرا

میرے آقا ہیں وہ ابر کرم اے سوزِ الم
ایک چھینٹے کا بھی ہو گا نہ یہ دہرا تیرا

بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہے
دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا تیرا

ہائے پھر خندہ بیجا مرے لب پر آیا
ہائے پھر بھول گیا راتوں کا رونا تیرا

سوزِ گمشدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

خاص بندوں کے تصدق میں رہائی پائے
آخر اس کام کا تو ہے یہ نکما تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غمخوارِ دل شب میں یہ رونا تیرا

بہر دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دلدار چمکنا تیرا

اے مدینے کی ہوا دل مرا افسردہ ہے
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

اب حسنِ معقبتِ خواجہء اجیرِ سنا
طبعِ پُر جوش ہے رکتا نہیں خامہ تیرا

منقبت حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

نئے سر جوش در آغوش ہے شیشہ تیرا
بیخودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارہ تیرا

جو پامالی عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کس قدر جوشِ تیر کے عیاں ہے آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوہ تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تنختہ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

www.alahazratnetwork.org

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پڑ نور ہوں دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حقِ غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گسترِ سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو تیرا چشمہ فیض
بحرِ بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسیِ ڈالی تیری تختِ شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

رشک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آقا سے
کیوں کہوں رشکِ دو بدر ہے تلوا تیرا

بشرِ افضل ہیں ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پر قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

مچی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

آسماں گرتیرے تلوؤں کا نظارہ کرتا

آسماں گرتیرے تلوؤں کا نظارہ کرتا
 طوفِ روضہ ہی پہ چکرائے تھے کچھ ناواقف
 روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا
 میں تو آپے میں نہ تھا جو سجدہ کرتا
 صرّ صرّ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی
 کیوں میں افسردگیءِ وقت کی پرواہ کرتا
 چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب
 اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا
 یہ وہی ہیں کہ گردِ آپ اور ان پر مچلو
 الٹی باتوں پہ کہو کون نہ سیدھا کرتا
 ہم سے ذروں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا
 مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا
 دھوم ذروں میں انا الشمس کی پڑ جاتی ہے
 جس طرف سے ہے گزر چاند ہمارا کرتا
 آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در ہوتا میں
 شوق و آدابِ بہم گرم کشاکش رہتے
 آنکھ اٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا
 عشقِ گم کردہ تو انِ عقل سے الجھا کرتا
 بیخودانہ کبھی سجدہ میں مسوائے درِ گرتا
 بام تک دل کو کبھی بالِ کبوتر دیتا
 عیشِ گم کردہ تو انِ عقل سے الجھا کرتا
 گاہ مرہمِ نہیءِ زخمِ جگر میں رہتا
 ہمرہ مہر کبھی گردِ خطیرہ پھرتا
 صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا
 دل حیراں کو کبھی ذوقِ تپش پہ لاتا
 کبھی خود اپنے تحیر پہ میں حیراں رہتا
 کبھی کہتا کہ یہ کیا بزم ہے کیسی ہے بہار
 کبھی کہتا کہ یہ کیا جوشِ جنوں ہے عالم
 ستھری ستھری وہ فضا دیکھ کے میں غرقِ گناہ
 کبھی رحمت کے تصور میں ہنسی آ جاتی
 دل اگر رنجِ معاصی سے بگڑنے لگتا
 یہ مزے خوبیءِ قسمت سے جو پائے ہوتے
 موت اُس دن کو جو پھر نامِ وطن کا لیتا
 خاک اُس سر پہ جو اُس در سے کنارہ کرتا

اے حسنِ قصدِ مدینہ نہیں رونا ہے یہی

اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
فعل رب سے پھر کمی کس بات کی
کھنڈِ رازِ مَن رَاسی یوں ہوا
بیخودی ہے باعثِ کھنڈِ حجاب
اُن کے در نے سب سے مستغنی کیا
ناخدائی کے لئے آئے حضور
دونوں عالم سے مجھے کیوں کھو دیا
خلد کیسا کیا چمن کس کا وطن
آنکھیں پر نم ہو گئیں سر جھک گیا
ہے محبت کس قدر نامِ خدا
اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا
تیرے در کے کلڑے ہیں اور میں غریب
بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا
مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا
تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا
مل گیا ملنے کا راستہ مل گیا
بے طلب بے خواہش اتنا مل گیا
ڈوبتو نکلو سہارا مل گیا
نفسِ خود مطلب تجھے کیا مل گیا
مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا
جب ترا نقشِ کفِ پا مل گیا
نامِ حق سے نامِ والا مل گیا
اُن کے سائل نے جو مانگا مل گیا
مجھ کو روزی کا ٹھکانا مل گیا

اے حسن فردوس میں جائیں جناب

ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

کہوں کیا حال زاہد گلشنِ طیبہ کی نزہت

کہوں کیا حال زاہد گلشنِ طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا کلڑا میری جنت کا

تعالیٰ اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے
نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

بلا تے ہیں اسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیا یہ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

کھلیں اسلام کی آنکھیں ہو سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

نہ کر رسوائے محشر واسطہ محبوب کا یا رب
یہ مجرمِ دُور سے آیا ہے سکر نامِ رحمت کا

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں
ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا

شبِ اسرارِ تری جلوسوں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا

یہاں کے ڈوبتے دم میں ادھر جا کر ابھرتے ہیں
کنارا ایک ہے بحرِ ندامت بحرِ رحمت کا

غنی ہے دل بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیرِ آستانِ خود بدولت کا

طوافِ روضہ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادبِ دانِ محبت کا

خزانِ غم سے دور رکھنا مجھکو اس کے صدقے میں
جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا

الہی بعدِ مردن پردہ ہائے حائل اٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمعِ تربت کا

سنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا مونہہ نکلیں گے سب
یہاں پورا ہوا مطلبِ دلِ مشتاقِ رویت کا

وجودِ پاک باعثِ خلقتِ مخلوق ٹھہرا
تمھاری شانِ وحدت سے ہوا اظہارِ کثرت کا

ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچہ جانان
سلامِ شوق پہنچے بیکسانِ دشتِ غربت کا

حسنِ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاک سرور کا

جو کچھ بھی وصف ہو ان کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلعِ مہرِ محشر کا

جو اک گوشہ چمک جائے تمہارے ذرہءِ در کا
ابھی مونہہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر دم بھر تصور کیجئے شانِ پیہر کا
زباں پہ شور ہو بے ساختہ اللہ اکبر کا

دو عالم مہماں تو میزباںِ خوانِ کرم جاری
ادھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کتا ہوں ترے در کا

اگر اس خندۂ دنداں نما کا وصف موزوں ہو
ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا

تمہارے کوچہ و مرقد کے زائر کو میسر ہے
نظارہ جنت کا تماشہ عرشِ اکبر کا

ملائک جن و انساں سب اسی در کے سلامی ہیں
دو عالم میں ہے اک شہرہ مرے محتاج پرور کا

زیارت میں کروں اور وہ شفاعت میری فرمائیں
مجھے ہنگامہءِ عیدین یارب دن ہو محشر کا

وہ گریہ استن حنانہ کا آنکھوں میں مرے پھرتا ہے
حضور نے بڑھایا تھا جو پایا اوجِ منبر کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاک سرور کا
بھرا آتا ہے پانی میرے مونہہ میں حوضِ کوثر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشیدِ محشر کا
لئے جاؤں گا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا
ذرا سا مونہہ نکل آئے ابھی خورشیدِ محشر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جانفزا دیکھیں
کلیم آ کر اٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

نہ گھر بیٹھے ملے جوہر صفا و خاکساری کے
مریدِ ذرہءِ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا

ترے دامن کا سایہ اور دامن کتنے پیارے ہیں
وہ سایہ دہشتِ محشر کا یہ حامی دیدہ تر کا

گنہگارِ امت اُن کے دامن پر مچلتے ہوں
الہی چاک ہو جس دم گریباں صبحِ محشر کا

الہی تشنہ کام بھر دیکھے دہشتِ محشر میں
برسنا ابرِ رحمت کا چھلکنا حوضِ کوثر کا

نصیبِ دوستاں ان کی گلی میں گر سکونت ہو
مجھے ہو مغفرت کا سلسلہ ہر تارِ بستر کا

ہمیشہ رہوانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے
الہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسہ سر کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فرد بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسن کو اپنے یاد کا

مُجْرِمِ ہِیْتِ زِدہ جب فردِ عصیاں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
مخفلِ جنت کی آرائش کا سماں لے چلا

گل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں
اپنے سر میں مئیں ہوئے دشتِ جاناں لے چلا

گو نہیں رکھتے زمانے کی وہ دولت اپنے پاس
پہ زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

جس گدا نے آرزو کی ان کو مہماں لے چلا
جس گدا نے آرزو کی ان کو مہماں لے چلا

صدقے اُس رحمت کے اُن کو روزِ محشر ہر طرف
ناٹھکیبا شورِ فریادِ اسیراں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سرِ شمشیر تیز
ہاتھ پکڑے رُزبِ سَلِیْم کا نگہباں لے چلا

وقتِ آخر ناامیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

روزِ محشر شاد ہوں عاصی کہ پیشِ کبریا
رحم ان کو امتی گویاں و گریاں لے چلا

کشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جائے
اُن کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا

مُجْرِمِ ہِیْتِ زِدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لطفِ شہِ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

رہرو جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

روئے عالمتاب نے بانٹا جو باڑا نور کا
ماہِ نو کشتی میں پیالا مہرِ تاباں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطین خاک میں
تیری رحمت سے گدا تختِ سلیمان لے چلا

دبدا کس سے بیاں ہو اُن کے نامِ پاک کا
شیر کے مونہہ سے سلامت جاں سماں لے چلا

ساز و سامانِ گدائے کوئے سرور کیا کہوں
اُس کا منگتا سروری کے ساز و سماں لے چلا

دستگیرِ خستہ حالاں دستگیری کیجئے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بارِ عصیاں لے چلا

قیدیوں کی جنبشِ ابرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جرموں کا تسلسلِ سُوئے زنداں لے چلا

شکلِ شبنمِ راتوں کا رونا ترا ابرِ کرم
صبحِ محشر صورتِ گل ہم کو خنداں لے چلا

اخترِ اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھنی
بدر میں جب وہ ہلالِ تیغِ براں لے چلا

اللہ اللہ صرصرِ طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولاِ نزہتِ سروِ گلستاں لے چلا

قطرہ قطرہ اُن کے گھر سے بحرِ عرفاں ہو گیا
ذره ذره اُن کے در سے مہرِ تاباں لے چلا

صبحِ محشر ہر ادائے عارضِ روشن میں وہ
شمعِ نور افشاں پئے شامِ غریباں لے چلا

شافعِ روزِ قیامت کا ہوں ادنیٰ امتی
پھر حسن کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخ نیکو نظر آیا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خم ابرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اک تو نظر آیا

پھر بند کشاکش میں گرفتار نہ دیکھے
جب معجزہ جہش ابرو نظر آیا

اُس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
اُن آنکھوں کے قربان جنہیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازہ کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جائے براہیم میں کعبہ
جب قبلہ کونین کا ابرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہگار کا پلہ ہوا بھاری
پلہ پہ جو وہ قرب ترازو نظر آیا

www.alahazratnetwork.org

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جو یا
جو ہم کو خدا تین و خدا جو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطین کے اٹھے بہر گدائی
دوازہ ترا قوت بازو نظر آیا

یوسف سے حسین اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رو نظر آیا

فریادِ غریباں سے ہے محشر میں وہ بے چین
کوڑ پہ تھا یا قرب ترازو نظر آیا

تکلیف اٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خلق نہ ایسا کوئی خوش رو نظر آیا

ظاہر ہیں حسن احمد مختار کے معنی
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
 طلعت سے زمانہ کو پُر انوار بنایا
 دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
 وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
 اے نظم رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
 کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
 کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدانے
 اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
 آئینہ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے
 انوارِ تجلی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
 عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
 گلزار کو آئینہ کیا مونہہ کی چمک نے
 یہ لذتِ پابوس کہ پتھر نے جگر میں
 خدام تو بندے ہیں ترے حسنِ خلق کے
 بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے
 اے ماہِ عرب مہرِ عجم میں ترے صدقے
 اللہ کرم میرے بھی ویرانہ دل پر
 اللہ تعالیٰ بھی ہوا اُس کا طرفدار
 گلزارِ جناں تیرے لیے حق نے بنائے
 بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
 ہر بات بد اعمالیوں سے میں نے بگاڑی
 ان کے دُردنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے
 اُس جلوہ رنگیں کا تصدق تھا کہ جس نے
 اُس روحِ مجسم کے تبرک نے مسیحا
 اُس چہرہ پر نور کی وہ بھیک تھی جس نے
 ان ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرت موسیٰ

ان کے لبِ رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے

پتھر میں حسنِ لعلیٰ پر انوار بنایا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا
 گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہوگا
 خدا کا لطف ہوا ہوگا دستگیر ضرور
 دکھائی جائیگی محشر میں شانِ محبوبی
 خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
 کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے
 کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ
 کسی کے پلہ پہ یہ ہوں گے وقتِ وزنِ عمل
 کوئی کہے گا دہائی ہے یا رسول اللہ
 کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم
 شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو
 خدا کے واسطے جلد اُن سے حال عرض کرو
 پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائے گا
 زبان سوکھی دکھا کر کوئی لبِ کوثر
 نشانِ خسرو دیں دور کے غلاموں کو
 کوئی قریب ترازو کوئی لبِ کوثر
 یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
 وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ
 ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے
 عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
 خدائی بھرا نہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہوگی
 بنی ہے دم پہ دہائی ہے تاج والے کی
 مقامِ فاصلوں ہر کام مختلف اتنے
 کہیں گے اور نبی اِذْهَبْ اِلَىٰ غَيْرِي
 دُعائے اُمتِ بدکار وردِ لبِ ہوگی
 غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہونگے

میں اُن کے در کا بھکاری ہوں فصلِ مولیٰ سے

حسنِ فقیر کا جنت میں بسترا ہو گا

یہ اکرام ہے مصطفیٰ ﷺ پر خدا کا

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا
یہ بیٹھا ہے سکہ تمھاری عطا کا
چمکتا ہوا چاند غارِ حرا کا
لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا
جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمھارا
مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے
ترے زیرِ پا مسدِ ملکِ یزداں
سہارا دیا جب مرے ناخدا نے
کیا ایسا قادرِ قضا و قدر نے
اگر زیرِ دیوارِ سرکارِ بیٹھوں
ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر
خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت
اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے
یہ ہے تیرے ایمائے ابرو کا صدقہ
ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے
نہ کیونگر ہو اس ہاتھ میں سب خدائی
جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا
عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ
خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے
خدا کا وہ طالب خدا اُس کا طالب
جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری
ترے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی
ترے پاؤں نے سر بلندی وہ پائی
کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے
ترا دردِ الفت جو دل کی دوا ہو
ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں
چلے آؤ مجھ جاں بلب کے کنارے

کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا
اُجالا ہوا بُرجِ عرشِ خدا کا
جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا
جو بندہ تمھارا وہ بندہ خدا کا
کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا
ترے فرق پر تاجِ مُلکِ خدا کا
ہوئی ناؤ سیدی پھرا رخ ہوا کا
کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا
مرے سر پہ سایہ ہو فصلِ خدا کا
یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا
خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا
پس ذکرِ حق ذکر ہے مصطفیٰ کا
تو پھر نام لے وہ صحیبِ خدا کا
ہدف ہے اثر اپنے تیر دعا کا
تیرا نام لیوا ہے پیارا خدا کا
کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا
کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا
سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا
مرے مصطفیٰ کا مرے مصطفیٰ کا
خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خدا کا
وہی در ہے داتا کی دولت سرا کا
نہ سمجھا وہ بد بخت رتبہ خدا کا
بنا تاجِ سر عرشِ ربِّ علا کا
عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا
وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا
یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا
کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا کا

بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

سُرحِ سعادت نے گریباں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبتاں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا
صُضر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلی کی ادا نے
ذروں کو بلائے شبِ ہجراں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

ان ہاتھوں کے قربان کہ ان ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

دینی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا

قربان ہوا بندگی پر لطفِ رہائی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا

سُرحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو مِلا عالمِ امکاں سے نکالا

رحمت کا خزانہ بچے تقسیم گدایاں
اللہ نے تہ خانہ پنہاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوئے مہِ بٹھا سے یہ روشن
اب مہر نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

صدقے ترے اے مردِ مکِ دیدہ یعقوب
یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

اُمت کے کلیجے کی خلیش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

اُردمان زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری
اُردمان نکالا تو کس اُردمان سے نکالا

گلزارِ براہیم کیا نار کو جس نے
اُس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

قرآن کے حواشی یہ جلا لیں لکھی ہے
مضمون یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دھواں سینہ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئیں گے احباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچہ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے کیا حشر کا ہنگامہ پچا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لبِ حضرت عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا

مونہہ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم
جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبے کا حسن اپنے جگر سے
امت نے خیال سرِ مرگاں سے نکالا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا

جو اے گل جامہ ہستی تری پوشاک ہو جاتا
تو خارِ نیستی سے کیوں الجھ کر چاک ہو جاتا

ہوائے دامنِ رنگیں جو ویرانہ میں آجاتی
لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا

ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی اُن کے دامن کی
الٰہی صبحِ محشر کا گریباں چاک ہو جاتا

اگر پیوندِ ملبوسِ پیہر کے نظر آتے
ترا اے حلہ شایِ کلیجہ چاک ہو جاتا

چمک جاتا مقدر جب دُرِ دندان کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشہ مسواک ہو جاتا

بہار تازہ رہتیں کیوں خزاں میں دھجیاں اڑتیں
لباسِ گل جو ان کی ملگجی پوشاک ہو جاتا

نہ ہوتی شاقِ گردِ کی جدائی تیرے ذرہ کو
قمر اک اور بھی روشن سرِ افلاک ہو جاتا

خدا تارِ رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا
شراکِ نعلِ پاکِ سپدِ لولاک ہو جاتا

اگر تیری بھرن اے ابرِ رحمت کچھ کرم کرتی
ہمارا چشمہ ہستی اہل کر پاک ہو جاتا

حسنِ اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے

اگر یہ مشیتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہو جاتا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیرا پاک ہو جاتا

جو وہ ابرِ کرم پھر آبروئے خاک ہو جاتا
تو اس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہو جاتا

لبِ جاں بخش کی قربتِ حیاتِ جاوداں دیتی
اگر ڈورا نفس کا ریشہ مسواک ہو جاتا

اگر دو بوندِ پانی چشمہ رحمت سے مل جاتا
مری ناپاکیوں کے میل ڈھلتے پاک ہو جاتا

جو وہ گل سونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بلبل
بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا

عدو کی آنکھ بھی محشر میں حسرت سے نہ مونہہ نکلتی
اگر تیرا کرم کچھ اے نگاہِ پاک ہو جاتا

کماندارِ نبوت قادر اندازی میں یکتا ہیں
دو عالم کیوں نہ اُن کا بستہ فتراک ہو جاتا

تری رحمت کے قبضہ میں ہے پیارے قلبِ ماہیت
مرے حق میں نہ کیوں زہر گنہ تریاک ہو جاتا

تجلی گاہِ جاناں تک اُجالے سے پہنچ جاتے
جو تو اے توسنِ عمرِ رواں چالاک ہو جاتا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا
 تم دل کے لئے قرار آقا
 تم عرش کے تاجدار مولیٰ
 دامن دامن ہوائے دامن
 بندے ہیں گنہگار بندے
 اس شان کے ہم نے کیا کسی نے
 بندوں کا الم نے دل دکھایا
 آرام سے سوئیں ہم کینے
 ایسا تو کہیں سنا نہ دیکھا
 جن کی کوئی بات تک نہ پوچھے
 پاکیزہ دلوں کی زینت ایمان
 صدقہ جو بٹے کہیں سلاطین
 چکرا گئی ناؤ بے کسوں کی!
 اللہ نے تم کو دے دیا ہے
 ہے خاک پہ نقشِ پاتھارا
 عالم میں ہیں سب بنی کے ساتھی
 سرکار کے تاجدار بندے
 دے بھیک اگر جمالِ رنگیں
 آنکھوں کے کھنڈر بھی اب بسادو
 ایماں کی تاک میں ہے دشمن
 ہو شمعِ شبِ سیاہ بختاں
 لٹی ہے مری بہار آقا
 تم راحتِ جانِ زار آقا
 تم فرش کے باوقار آقا
 گلشن گلشن بہار آقا
 آقا ہے کرم شعار آقا
 دیکھے نہیں زینہار آقا
 اور ہو گئے بے قرار آقا
 جاگا کریں باوقار آقا
 بندوں کا اٹھائیں بار آقا
 اُن پر تمہیں آئے پیار آقا
 ایمان کے تم ستار آقا
 ہم بھی ہیں امیدوار آقا
 آنا مرے نمگسار آقا
 ہر چیز کا اختیار آقا
 آئینہ ہے بے غبار آقا
 بگڑی کے تمہیں ہو یار آقا
 سرکار ہیں تاجدار آقا
 جنت ہو مرا مزار آقا
 دل کا تو ہوا وقار آقا
 آؤ دمِ احتضار آقا
 تیرا رُخ نور بار آقا

تو رحمتِ بے حساب کو دیکھ
 دیدار کی بھیک کب بٹے گی
 بندوں کی ہنسی خوشی میں گزرے
 آتی ہے مدد بلا سے پہلے
 سایہ میں تمہارے دونوں عالم
 جب فوجِ الم کرے چڑھائی
 ہر ملکِ خدا کے سچے مالک
 مانا کہ میں ہوں ذلیل بندہ
 ٹوٹے ہوئے دل کو دو سہارا
 ملتی ہے تمہیں سے داد دل کی
 تیری عظمت وہ ہے کہ تیرا
 اللہ کے لاکھوں کارخانے
 کیا بات تمہارے نقشِ پا کی
 خود بھیک دو خود کہو بھلا ہو
 وہ شکل ہے واہ وا تمہاری
 جو مجھ سے مجھے چھپائے رکھے
 جو کہتے ہیں بے زباں تمہارے
 وہ دیکھ لے کربلا میں جس نے
 آرام سے شش جہت میں گزرے
 بڑموں کا نہ لے شمار آقا
 منگتا ہے امیدار آقا
 اس غم میں ہوں اشکبار آقا
 کرتے نہیں انتظار آقا
 تم سایہ کردگار آقا
 ہو اوجِ کرم حصار آقا
 ہر ملک کے شہر یار آقا
 آقا تو ہے باوقار آقا
 اب غم کی نہیں سہار آقا
 سنتے ہو تمہیں پکار آقا
 اللہ کرے وقار آقا
 سب کا تمہیں اختیار آقا
 ہے تاجِ سرِ وقار آقا
 اس دین کے میں شمار آقا
 اللہ کو آئے پیار آقا
 وہ جلوہ کر آشکار آقا
 گوگلوں کی سنو پکار آقا
 دیکھے نہ ہو جاں نثار آقا
 غم دل سے نہ ہو دو چار آقا

ہو جانِ حسنِ نثار تجھ پر

ہو جاؤں ترے نثار آقا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا
 تاج والے ہوں اس میں یا محتاج
 ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے
 آج سنتے ہیں سننے والے کل
 اسے تو جانے یا خدا جانے
 گھر ہیں سب بند در ہیں سب تیغ
 کام تو ہیں سے ہے نجدی کو
 تاجداروں کا تاجدار بنا
 اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد
 جو ترا ہو گیا خدا کا ہوا
 حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے
 ذات بھی تیری انتخاب ہوئی
 جسے تو نے دیا خدا نے دیا
 ایک عالم خدا کا طالب ہے
 بزمِ امکان ترے نصیب کھلے
 میری طاعت سے میرے جرم فزوں
 خوفِ وزنِ عمل کسے ہو کہ ہے
 کام بگڑے ہوئے بنا دینا
 آشکار کمالِ شانِ حضور
 پردہ دارِ ادا ہزارِ حجاب
 بزمِ دنیا میں بزمِ محشر میں
 مَنْ دَانِي فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ
 بارِ عصیاں سروں سے پھینکے گا
 یمِ جوہِ حضورِ پیاسا ہوں
 صنعِ خالق کے جتنے خاکے ہیں
 تو خدا کا خدا ہوا تیرا
 سب نے پایا دیا ہوا تیرا
 ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا
 دیکھ لیں گے کہا ہوا تیر
 پیشِ حقِ رتبہ کیا ہوا تیرا
 ایک در ہے کھلا ہوا تیرا
 تو ہوا یا خدا ہوا تیرا
 بن گیا جو گدا ہوا تیرا
 حمد اُسے وہ خدا ہوا تیرا
 جو خدا کا ہوا ہوا تیرا
 ہے ارادہ بڑھا ہوا تیرا
 نام بھی مصطفیٰ ہوا تیرا
 دینِ رب کا دیا ہوا تیرا
 اور طالبِ خدا ہوا تیرا
 کہ وہ دولہا بنا ہوا تیرا
 لطفِ سب سے بڑھا ہوا تیرا
 دل مدد پہ نکلا ہوا تیرا
 کام کس کا ہوا؟ ہوا تیرا
 پھر بھی جلوہ چھپا ہوا تیرا
 پھر بھی پردہ اٹھا ہوا تیرا
 نام کس کا ہوا؟ ہوا تیرا
 حُسنِ یہ حقِ نما ہوا تیرا
 پیشِ حقِ سر جھکا ہوا تیرا
 یمِ گھٹا سے بڑھا ہوا تیرا
 رنگِ سب میں بھرا ہوا تیرا

ارضِ طیبہ قدومِ والا سے
 اے جتاں میرے گل کے صدقے میں
 اے فلک مہر حق کے باڑے سے
 اے چمن بھیک ہے تبسم کی
 ہر ادا دل نشیں بنی تیری
 ایسی شوکت کے تاجدار کہاں
 اس جلالت کے شہر یار کہاں
 اس وجاہت کے بادشاہ کہاں
 خلق کہتی ہے لامکاں جس کو
 زیت وہ ہے کہ حُسنِ یار رہے
 موت وہ ہے کہ ذکر دوست رہے
 ہوں زمیں والے یا فلک والے
 ہر گھڑی گر سے بھیک کی تقسیم
 نہ کوئی دوسرا میں تجھ سا ہے
 سوکھے دھانوں کی بھی خبر لے لے
 مجھ سے کیا لے سکے عدو ایماں
 لے خبر ہم تباہ کاروں کی
 مجھے وہ درد دے خدا کہ رہے
 تیرے سر کو تیرا خدا جانے
 ذرہ ذرہ سا ہوا تیرا
 تختہ تختہ بسا ہوا تیرا
 کاسہ کاسہ بھرا ہوا تیرا
 غنچہ غنچہ کھلا ہوا تیرا
 ہر سخن جاں فزا ہوا تیرا
 تخت تختِ خدا ہوا تیرا
 ملک ملکِ خدا ہوا تیرا
 حکم حکمِ خدا ہوا تیرا
 شہ نشیں ہے سجا ہوا تیرا
 دل میں بسا ہوا تیرا
 لب پہ نقشہ جما ہوا تیرا
 سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا
 رات دن در کھلا ہوا تیرا
 نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا
 کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا
 اور وہ بھی دیا ہوا تیرا
 قافلہ ہے لٹا ہوا تیرا
 ہاتھ دل پہ دھرا ہوا تیرا
 تاجِ نقشِ پا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسن

کام سب ہے بنا ہوا تیرا

منقبت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یادِ غارِ محبوبِ صدیق اکبر کا

الہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہرِ عالمتاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نامِ گرِ وجہِ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی ہیں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

خدا اکرام فرماتا ہے اتقا کہہ کے قرآن میں
کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاک سرِ کوئے پیبر سے
مصفا آئینہ ہے نقشِ پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسلِ سلسلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اُس کے دشمن اور وہ دشمنِ علی کا ہے
جو دشمنِ عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسنِ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

منقبت خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا کوئی
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازہ جمعیتِ خاطر
پڑا تھا دفترِ دین کتاب اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطانِ عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیونکر
ترا اک اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہر نورانی
یہ بختی سے ہے روزِ یہ میرا شبِ غم سا

تمہارے در سے جھولی بھر مرادیں بھر کر اٹھیں گے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بے نوا ہم سا

فدا اے اُم کلثوم آپ کی تقدیر یاور کے
علی بابا ہوا دولہا ہوا فاروقِ اکرم سا

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغِ سرِ آگن
خروج و رخصت کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

شیاطینِ مضحکہ خیز ہیں تیرے نامِ پاک کے ڈر سے
نکل جائے نہ کیوں رفاضِ بد اطوار کا دم سا

منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الہی روز و ماہ و سن انہیں گزرے محرم سا

حسنِ در عالمِ پستی سرِ رفعت اگر داری
بیافرقِ ارادت بردِ فاروقِ اعظم سا

منقبت خلیفہ سوم رضی اللہ عنہ

رنگین وہ رخسار ہے عثمان غنی کا
بلبل گل گلزار ہے عثمان غنی کا

کیا لعل شکر بار ہے عثمان غنی کا
قد ایک نمکخوار ہے عثمان غنی کا

دل سوختو ہمت جگر اب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایہ دیوار ہے عثمان غنی کا

جس آئینہ میں نور الہی نظر آئے
وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا

آزاد گرفتار بلائے دو جہاں ہے
آزاد گرفتار ہے عثمان غنی کا

اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمان غنی کا

رک جائیں مرے کام حسن ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمان غنی کا

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمان غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا

سرکار عطا پاش ہے عثمان غنی کا
دربار دُر بار ہے عثمان غنی کا

جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جلا دے
وہ جلوہ دیدار ہے عثمان غنی کا

سرکار سے پائیں گے مرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دُر بار ہے عثمان غنی کا

بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمان غنی کا

منقبتِ خلیفہ چہارم کرم اللہ وجہہ

چل ہند سے چل ہند سے چل ہند سے غافل
اٹھ سوئے نجف سوئے نجف سوئے نجف جا

آنکھوں کو بھی نہ محروم رکھ حُسنِ ضیا سے
کی دل میں اگر اے مہ بے داغ و کلف جا

اے طلعتِ شہ آ تجھے مولیٰ کی قسم آ
اے ظلمتِ دل جا تجھے اُس رُخ کا حلف جا

کیوں غرقِ الم ہے دُرِ مقصود سے مونہہ بھر
نیسانِ کرم کی طرف اے تشنہ صدف جا

تفضیل کا جو یا نہ ہو مولا کی ولا میں
یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہرِ خذف جا

اے حبِ وطن ساتھ نہ یوں سوئے نجف جا
ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا

پھنتا ہے وبالوں میں عبثِ اخترِ طالع
سرکار سے پائے گا شرفِ بہرِ شرف جا

اے کلفتِ غم بندہء مولیٰ سے نہ رکھ کام
بے فائدہ ہوتی ہے تری عمر تلف جا

ہو جلوہ نضا صاحبِ قوسین کا نائب
ہاں تیر دعا بہرِ خدا سوئے ہدف جا

جیلاں کے شرفِ حضرتِ مولیٰ کے خلف ہیں
اے نا خلف اٹھ جا بپِ تعظیمِ خلف جا

مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو اے غافل
اربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

کہدے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو
اے شیرِ خدا بہرِ مدد تیغِ بکف جا

دردِ دل عطا کر مجھے یارب

دردِ دل عطا کر مجھے یا رب
 لاج رکھ لے گنہگاروں کی
 عیب کھول نہ میرے محشر میں
 بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل
 زخم گہرا سا تیغِ الفت کا
 یوں گموں میں کہ تجھ سے مل جاؤں
 بھول کر بھی نہ آئے یاد اپنی
 خاک کر اپنے آستانے کی
 میری آنکھیں میرے لئے ترسیں
 ٹیس کم نہ ہو دردِ الفت کی
 نہ بھریں زخمِ دل ہرے ہو کر
 تیری جانب یہ مشّتِ خاک اڑے
 داغِ الفت کی تازگی نہ گھٹے
 سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلَيَّ غَضَبِي
 آسرا ہم گنہگاروں کا
 ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي
 تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں
 تو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام
 کر دیا تو نے قادری مجھ کو
 دو تیں ایسی نعمتیں اتنی
 ظن نہیں بلکہ ہے یقین مجھے
 ہوگا دنیا میں قبر و محشر میں
 اس نکلے سے کام لے ایسے
 مجھے ایسے عمل کی دے توفیق
 جس نے اپنے لئے برائی کی
 ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
 میں نے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

دے مرے درد کی دوا یا رب
 نامِ رحمن ہے ترا یا رب
 نامِ ستار ہے ترا یا رب
 نامِ غفار ہے ترا یا رب
 مرے دل کو بھی کر عطا یا رب
 یوں گما اس طرح ملا یا رب
 میرے دل سے مجھے بھلا یا رب
 یوں ہمیں خاک میں ملا یا رب
 مجھ سے ایسا مجھے چھپا یا رب
 دل تڑپتا رہے میرا یا رب
 رے گلشنِ ہرا بھرا یا رب
 بھیج ایسی کوئی ہوا یا رب
 باغِ دل کا ہرا رہے یا رب
 جب سے تو سنا دیا یا رب
 اور مضبوط ہو گیا یا رب
 میرے ہر درد کی دوا یا رب
 دامنِ مصطفیٰ دیا یا رب
 پھر جماعت میں لے لیا یا رب
 تیری قدرت کے میں فدا یا رب
 بے غرض تو نے عطا کی یا رب
 وہ بھی تیرا دیا ہوا یا رب
 مجھ سے اچھا معاملہ یا رب
 یہ نکما ہو کام کا یا رب
 کہ راضی ہو تری رضا یا رب
 ہے یہ نادان وہ برا یا رب
 اس برے کو بھی کر بھلا یا رب
 خاک پر رکھ کر سر کہا یا رب

صدقہ اس دی ہوئی بلندی کا
 بونے والے جو بوئیں وہ کائیں
 آہ جو بو چکا ہوں وقتِ درو
 پاک ہے درد و دُرد سے جو مے
 کر کے گستر وہ خوانِ اُدغونی
 آستاں پہ ترے ترا منگتا
 نعمتِ استجب سے پائے بھیک
 تجھ سے وہ مانگوں میں جو بہتر ہو
 مجھے دونوں جہانوں کے غم سے بچا
 مجھ پر اور میرے دونوں بھائیوں پر
 میرے فاروق و حامد و حسنین
 لختِ دلِ مصطفیٰ حسینِ رضا
 سایہٴ پنجتن ہوں پانچوں پر
 دونوں عالم کی نعمتیں پائے
 کر دے فضل و نعم سے مالا مال
 ان کے دشمن ذلیل و خوار رہیں
 ہال بیکا کبھی نہ ہو ان کا
 میری ماں میری بہنیں بھانجے سب
 اور بھی میرے جتنے پیارے ہیں
 میرے احباب پر بھی فضل رہے
 اہل سنت کی ہر جماعت پر
 دشمنوں کے لئے ہدایت کی
 دے کہ لیتے نہیں کریم کبھی
 میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات
 علم و عمر و عمل فراخِ معاش
 پستیوں سے مجھے بچا یا رب
 یہ ہوا تو میں مر مٹا یا رب
 ہو گا حسرت کا سامنا یا رب
 جامِ اُس کا مجھے پلا یا رب
 تو نے بندوں کو دی صلا یا رب
 سکر آیا ہے یہ صدا یا رب
 ہاتھ پھیلا ہوا مرا یا رب
 مدعی ہو نہ مدعا یا رب
 شاد رکھ شادِ دائما یا رب
 سایہ ہو تیرے فضل کا یا رب
 درد و غم سے رہے جدا یا رب
 ہر جگہ پائیں مرتبہ یا رب
 دائما ہو تیری عطا یا رب
 مرتضیٰ بہرِ مصطفیٰ یا رب
 غمِ الم سے انہیں بچا یا رب
 رد رہے ان کی ہر بلا یا رب
 بول بالا ہو دائما یا رب
 پائیں آرامِ دوسرا یا رب
 حاجتیں سب کی ہوں روا یا رب
 تیرا تیرے حبیب کا یا رب
 ہر جگہ ہو تیری عطا یا رب
 تجھ سے کرتا ہو التجا یا رب
 جو دیا جس کو دے دیا یا رب
 بات بگڑی ہوئی بنا یا رب
 مجتنبے کو بھی کر عطا یا رب

تو حسن کو اٹھا حسن کر کے

ہو مع الخیر خاتمہ یا رب

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب

حُسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

میری حامی ہے تیری شانِ کریم
پرسشِ روزِ قیامت کا جواب

پلتے ہیں ہم سے نکلے بے شمار
ہیں کہیں اس آستانہ کا جواب

کیا عمل تو نے کئے اس کا سوال
تیری رحمت چاہیے میرا جواب

تم سے اس پیار کو صحت ملے
جس کو دے دیں حضرت عیسیٰ جواب

شور ہے لطف و عطا کا شور ہے
مانگنے والا سنتا نہیں جواب

پر تمہارے لطف آڑے آگئے
دیدیا محشر میں پرسش کا جواب

ہے حسنِ محوِ جمالِ روئے دوست
اے نکیرین اس سے پھر لینا جواب

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

پوچھے جاتے ہیں عمل میں کیا کہوں
تم سکھا جاؤ مرے مولا جواب

ہے دعائیں سبِ دشمن کا عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

میں یدِ بیضا کے صدقے اے کلیم
پر کہاں اُن کی کفِ پا کا جواب

مہر و مہ ذرے ہیں اُن کی راہ کے
کون دے نقشِ کفِ پا کا جواب

دیکھ رضواں دشتِ طیبہ کی بہار
میری جنت کا نہ پائے گا جواب

جرم کی پاداش پاتے اہلِ جرم
الٹی باتوں کا نہ ہو سیدھا جواب

جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب

جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب
بھیک کا مشرق سے نکلا آفتاب

جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب
ذره ذرہ سے ہو پیدا آفتاب

عارضِ مُر نور کا صاف آئینہ
جلوہء حق کا چمکتا آفتاب

یہ تجلی گاہِ ذاتِ محبت ہے
زلفِ انور ہے شبِ آسا آفتاب

دیکھنے والوں کے دل ٹھنڈے کئے
عارضِ انور ہے ٹھنڈا آفتاب

ہے شبِ دیبجور طیبہ نور سے
ہم یہ کاروں کا کالا آفتاب

بخت چمکا دے اگر شانِ جمال
ہو مری آنکھوں کا تارا آفتاب

نارخدائی سے نکالا آپ نے
چشمہء مغرب سے ڈوبا آفتاب

ذره کی تابش ہے ان کی راہ میں
یا ہوا ہے گر کے ٹھنڈا آفتاب

ان کے در کے ذرہ سے کہتا ہے مہر
ہے تمہارے در کا ذرہ آفتاب

روئے مولیٰ سے اگر اٹھتا نقاب
چرخ کھا کر غش میں گرتا آفتاب

وہ اگر دیں نکھت و طلعت کی بھیک
ذره ذرہ ہو مہکتا آفتاب

اے خدا ہم ذروں کے بھی دن پھریں
جلوہ فرما ہو ہمارا آفتاب

ان کے ذرہ کے نہ سر چڑھ حشر میں
دیکھ اب بھی ہے سویرا آفتاب

جس سے گزرے اے حسن وہ مہر حسن
اُس کا ہو اندھیرا آفتاب

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبحِ شبِ ولادت
سایہ خدا کا سایہ صبحِ شبِ ولادت

پھولوں سے باغِ مہکے شاخوں پہ مرغِ چہکے
عہدِ بہار آیا صبحِ شبِ ولادت

گل ہے چراغِ صرصرِ گل سے چمنِ معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبحِ شبِ ولادت

جنت کے ہر مکان کی آئینہ بندیاں ہیں
آراستہ ہے دنیا صبحِ شبِ ولادت

چٹکے ہوئے دلوں کے مدت کے میل چھوٹے
اُبرِ کرم وہ برسا صبحِ شبِ ولادت

ارض و سما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے
بانٹے گا کون باڑا صبحِ شبِ ولادت

مکہ میں شام کے گھر روشن ہے ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اُجالا صبحِ شبِ ولادت

خطبہ ہوا زمیں پر سکہ پڑا فلک پر
پایا جہاں نے آقا صبحِ شبِ ولادت

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پر جھنڈا
تا عرش اُڑا پھر یا صبحِ شبِ ولادت

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت
مَدَدَہ اٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ ولادت

فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

پڑمردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہوا وہ دریا صبحِ شبِ ولادت

قطرہ میں لاکھ دریا گل میں ہزار گلشن
نشوونما ہے کیا کیا صبحِ شبِ ولادت

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبحِ شبِ ولادت

بلبل کا آشیانہ چھا گیا گلوں سے
قسمت نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے
رکھتی ہے مہر کیسا صبحِ شبِ ولادت

شوکت کا دبدبہ ہے بیت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسری صبحِ شبِ ولادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

دونوں جہاں کی شاہی ناکتھدا دولہن تھی
پایا دولہن نے دولہا صبح شب ولادت

چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی
آیا کرم کا داتا صبح شب ولادت

ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں
کانا گیا سیاہ صبح شب ولادت

سوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا ساوا
ہے خشک و تر پہ قبضہ صبح شب ولادت

دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہی وہ چمکا صبح شب ولادت

پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیب صبح شب ولادت

نوشہ بناؤ ان کو دولہا بناؤ ان کو
ہے عرش تک یہ شہرہ صبح شب ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبح شب ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبح شب ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبح شب ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے
سلطانِ نو کا خطبہ صبح شب ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبح شب ولادت

ملکِ ازل کا سرور سب سروروں کا افر
تختِ ابد پہ بیٹھا صبح شب ولادت

نوابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں
کچا ہوا علاقہ صبح شب ولادت

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبح شب ولادت

وہ مہر مہر فرما وہ ماہِ عالم آرا
تاروں کی چھاؤں آیا صبح شب ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بچتے ہیں شادیانے
دولہا بنا وہ دولہا صبح شب ولادت

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمیں چومے
آتا ہے عرش والا صبح شب ولادت

بندوں کو عیشِ شادی اعدا کو نامرادی
کڑکیت کا ہے کڑکا صبح شب ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبح شب ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبح شب ولادت

ہاں دین والوں اٹھو تعظیم والوں اٹھو
آیا تمھارا مولا صبح شب ولادت

اٹھو ملک اٹھے ہیں عرش و فلک اٹھے ہیں
کرتے ہیں ان کو سجدہ صبح شب ولادت

سوکھی زبانوں آؤ اے جلتی جانوں آؤ
لہرا رہا ہے دریا صبح شب ولادت

تیری چمک دمک سے عالم چمک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبح شب ولادت

لایا ہے شیر تیرا نورِ خدا کا جلوہ
دل کر دے دودھ دھویا صبح شب ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دیدے حسن کا حصہ صبح شب ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے
غوغا ہے مرجبا کا صبح شب ولادت

کس داب سے کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہے ان کا کلمہ صبح شب ولادت

اٹھو حضور آئے شاہ غیور آئے
سلطانِ دین و دنیا صبح شب ولادت

آؤ فقیر آؤ مونھ مانگی آس پاؤ
بابِ کریم ہے وا صبح شب ولادت

مرجھائی کلیوں آؤ کھلائے پھولوں آؤ
برسا کرم کا جھالا صبح شب ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا ستم کی
صدقہ تجلیوں کا صبح شب ولادت

ذکر شہادت

باغِ جنت کے ہیں بہرِ مدحِ خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

کس زباں سے ہو بیاں غز و شانِ اہلبیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدحِ خوانِ اہلبیت

اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیہِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیت

اُن کے گھر بے اجازت جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت

مصطفیٰ بائعِ خریدار اس کا اللہ اشتری
خوب چاندی کر رہا کاروانِ اہلبیت

رزم کا میدان بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہلبیت

حوریں کرتی ہے عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہلبیت

ہو گئی تحقیق عیدِ دید آبِ تیغ سے
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلبیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیت کی طے کر کے آج
کھیتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلبیت

اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلبیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دھاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہلبیت

خاک پر عباس و عثمان علمبردار ہیں
بیکسی اب کون اٹھائے گا نشانِ اہلبیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت میں تڑپے بے زبانِ اہلبیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سوئپ کر
وارثِ بے وارثاں کو کاروانِ اہلبیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیت

وقتِ رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
لو سلامِ آخری اے بیوگانِ اہلبیت

اُبر فوج دشمنان میں اے فلک یوں ڈوب جائے
فاطمہ کا چاند مہر آسمانِ اہلبیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تنغِ یار میں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلبیت

باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشنگانِ اہلبیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سرکھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے برپا میانِ اہلبیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بیکی
آج کیسا ہے مریضِ نیم جانِ اہلبیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ عالم ہو فدا ے خاندانِ اہلبیت

سر شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلبیت

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکانِ اہلبیت

زخمِ کھانے کو تو آبِ تنغِ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلبیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے
کوئی بستی بسائی تاجرانِ اہلبیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو بنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہلبیت

جاں بلب ہوں آمری جاں الغیث

ہوتے ہیں کچھ اور ساماں الغیث
 اے دوائے درد منداں الغیث
 چارہ فرمائے غریباں الغیث
 درد سے بے حد ہوں نالاں الغیث
 اے قرارِ بے قراراں الغیث
 گھر ہوا جاتا ہے زنداں الغیث
 اے ہوائے کوائے جاناں الغیث
 ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیث
 اے کرم کے سنبھلتاں الغیث
 ہوں سراسیمہ پریشاں الغیث
 اے جبیں اے ماہِ تاباں الغیث
 تیرے صدقے تیرے قرباں الغیث
 میں فدا مرگانِ جاناں الغیث
 دیکھ حالِ خستہ حالاں الغیث
 ہیں سیہ سختی کے ساماں الغیث
 اے نگاہِ مہر جاناں الغیث
 سن لے فریادِ غریباں الغیث
 اے جتاں آرا گلستاں الغیث
 ناک میں دم ہے مری جاں الغیث
 اے لبِ عیسیٰ دوراں الغیث
 کھل چلیں مرجھائی کلیاں الغیث
 مر مٹے دے آبِ حیواں الغیث
 گوہرِ شادابِ دنداں الغیث
 ردِ بلائے بے زباناں الغیث
 کلمہ گو ہے غم سے نالاں الغیث
 ہوں میں ناکامی سے گریاں الغیث
 چاہِ یوسف اے زرخداں الغیث
 ریشِ غم سے ہوں پریشاں الغیث
 تیرہ ہے شامِ غریباں الغیث
 دوش پر ہے بارِ عصیاں الغیث
 مہر بر شامِ غریباں الغیث
 بوئے غم سے ہوں پریشاں الغیث
 اے توانِ ناتواناں الغیث

جاں بلب ہوں آمری جاں الغیث
 درد مندوں کو دوا ملتی نہیں
 جاں سے جاتے ہیں بے چارے غریب
 حد سے گزریں درد کی بے دردیاں
 بیقراری چین لیتی ہی نہیں
 حسرتیں دل میں بہت بے چین ہیں
 خاک ہے پامال میری کوبکو
 المدد اے زلفِ سرور المدد
 دل کی الجھن دور کر گیسوئے پاک
 اے سر پہ نور اے سر خدا
 غمزدوں کی شام ہے تاریک رات
 ابروئے شہ کاٹ دے زنجیرِ غم
 دل کے ہر پہلو میں غم کی پھانس ہے
 چشمِ رحمت آگیا آنکھوں میں دم
 مردک اے مہر نور ذاتِ بحث
 تیر غم کے دل میں چھد کر رہ گئے
 اے کرم کی کان اے گوشِ حضور
 عارضِ رنگیں خزاں کو دور کر
 بنی پہ نور حالِ مابہ ہیں
 جاں بلب ہو جاں بلب پر رحم کر
 اے تبسمِ غنچہائے دل کی جاں
 اے دہن اے چشمہ آبِ حیات
 ذرِ مقصد کے لئے ہوں غرقِ غم
 اے زباناں پاک کچھ کہہ دے کہ ہو
 اے کلام اے راحتِ جانِ کلیم
 کامِ شہ اے کامِ بخشِ کامِ دل
 چاہِ غم میں ہوں گرفتارِ آلم
 ریشِ اطہرِ سنبلِ گلزارِ خلد
 اے گلو اے صبحِ جنتِ شمعِ نور
 غم سے ہوں ہمدوش اے دوشِ المدد
 اے بغل اے صبحِ کافورِ بہشت
 غنچہ گلِ عطرِ دانِ عطرِ خلد
 بازوئے شہِ دگییری کر میری

دستِ اقدس اے مرے نیشانِ جو
 اے کفِ دست اے پد بیضا کی جاں
 ہم یہ ناموں کو اے تحریرِ دست
 پھر بہائیں انگلیاں انہارِ فیض
 بہر حق اے ناخن اے عقدہ کشا
 سینہ پُر نور صدقہ نور کا
 قلب انور تجھ کو سب کی فکر ہے
 اے جگر تجھ کو غلاموں کا ہے درد
 اے شکم بھر پیٹ صدقہ نور کا
 پشتِ والا میری پشتی پر ہو تو
 تیرے صدقے اے کمر بستہ کمر
 مہرِ پشتِ پاک میں تجھ پر فدا
 پائے انور اے سرِ افزائی کی جاں
 نقشِ پا اے نو گلِ گلزارِ غلد
 اے سراپا اے سراپا لطفِ حق
 اے عمامہ دورِ گردشِ نور کہ
 نیچے نیچے دامنوں والی عبا
 پڑ گئی شامِ الم میرے گلے
 کھول مشکل کی گرہ بندِ قبا
 آستیں نقدِ عطا در آستیں
 چاک اے چاکِ جگر کے بخیہ کر
 عیب کھلتے ہیں گدا کے روزِ حشر
 دور دامن دور دورہ ہے تیرا
 ہوں فرسودہ خاطر اے گلگلوں قبا
 دل ہے ککڑے ککڑے پیوندِ لباس
 ہے پھٹے حالوں مرا زحمتِ عمل
 نعلِ شہِ عزت ہے میری تیرے ہاتھ
 اے شراکِ نعلِ پاکِ مصطفیٰ
 شانہ شہِ دل ہے غم سے چاک چاک
 سُرْمہ اے چشمِ و چراغِ کوہِ طور
 ٹوٹتا ہے دم میں ڈورا سانس کا
 آئینہ اے منزلِ انوارِ قدس

سخت دشمن ہے حسن کی تاک میں

المدد محبوبِ یزداں الغیث

استغاثہ بجنابِ غوثیت

پڑے مجھ پر نہ کچھ افتاد یا غوث
 اڑے تیری طرف بعدِ فنا خاک
 مرے دل میں بسیں جلوے تمہارے
 نہ بھولوں بھول کر بھی یاد تیری
 مُریدی لاتخف فرماتے آؤ
 گلے تک آ گیا سیلابِ غم کا
 نشین سے اڑا کر بھی نہ چھوڑا
 خمیدہ سر گرفتارِ قضا ہے
 اندھیری رات جنگل میں اکیلا
 کھلا دو غنچہء خاطر کہ تم ہو
 مرے غم کی کہانی آپ سن لیں
 رہوں آزاد قیدِ عشق کب تک
 کرو گے کب تک اچھا مجھ برے کو
 غمِ دنیا غمِ قبر و غمِ حشر
 مدد پر ہو تیری امداد یا غوث
 نہ ہو مٹی میری برباد یا غوث
 یہ ویرانہ بنے بغداد یا غوث
 نہ یاد آئے کسی کی یاد یا غوث
 بلاؤں میں ہے یہ ناشاد یا غوث
 چلا میں آئیے فریاد یا غوث
 ابھی ہے گھات میں صیاد یا غوث
 کشیدہ خنجر جلا دیا غوث
 مدد کا وقت ہے فریاد یا غوث
 بہارِ گلشنِ ایجاد یا غوث
 کہوں میں کس سے یہ روداد یا غوث
 کرو اس قید سے آزاد یا غوث
 مرے حق میں ہے کیا ارشاد یا غوث
 خدارا کر دے مجھ کو شاد یا غوث

حسن منگتا ہے دیدے بھیک داتا

رہے یہ راج پاٹ آباد یا غوث

کیا مژدہء جاں بخش سناؤ گا قلم آج

کیا مژدہء جاں بخش سناؤ گا قلم آج
کافذ پہ جو سوزِ ناز سے رکھتا ہے قدم آج

آمد ہے یہ کس بادشہءِ عرشِ مکاں کی
آتے ہیں فلک سے جو حسینانِ اِرم آج

کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں
آتا ہے نظرِ نقشہءِ گلزارِ اِرم آج

نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ
اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج

بادل سے جو رحمت کے سرِ شام گھرے ہیں
برسے گا مگر صبح کو بارانِ کرم آج

کس چاند کی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہے
ہر بام پہ ہے جلوہ نما نورِ قدم آج

کھلتا نہیں کس جانِ میجا کی ہے آمد
بت بولتے ہیں قالب بے جاں میں ہے دم آج

بت خانوں میں وہ کھر کا کھرام پڑا ہے
میلِ میل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

کعبہ کا ہے نغمہ کہ ہوا لوٹ سے میں پاک
بت نکلے کہ آئے مرے مالک کے قدم آج

تسلیم میں سر وجد میں دل منتظر آنکھیں
کس پھول کے مشتاق ہیں مرغانِ حرم آج

اے کفر جھکا سر وہ شہِ بُت شکن آیا
گردن ہے تیری دم میں تہ تیغِ دو دم آج

کچھ رعبِ شہنشاہ ہے کچھ ولولہء شوق
ہے طرفہ کشاکش میں دلِ بیت و حرم آج

مُ نور جو ظلمت کدہءِ دہر ہوا ہے
روشن ہے کہ آتا ہے وہ مہتابِ کرم آج

ظاہر ہے کہ سلطانِ دو عالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہوا جو یہ سبز علم آج

گر عالمِ ہستی میں وہ مہ جلوہ فگن ہے
تو سایہ کے جلوہ پہ فدا اہلِ عدم آج

ہاں مفلو خوش ہو کہ ملا دامنِ دولت
تردامنو مژدہ وہ اٹھا لبرِ کرم آج

تعظیم کو اٹھے ہیں ملک تم بھی کھڑے ہو
پیدا ہوئے شاہِ عرب و عجم آج

کل ناریِ جہنم سے حسنِ امن و اماں ہو
اُس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہارِ صبح

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہارِ صبح
ہر ذرہ کی چمک سے عیاں ہیں ہزار صبح

مونہ دھو کے جوئے شیر میں آئے ہزار صبح
شامِ حرم کی پائے نہ ہرگز بہارِ صبح

اللہ اپنے جلوہء عارض کی بھیک دے
کر دے سیاہ بخت کی شب ہائے تارِ صبح

روشن ہے ان کے جلوہ رنگیں کی تاشیں
بلبل ہیں جمع ایک چمن میں ہزار صبح

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی ادا پر تارِ صبح

نسبت نہیں سحر کو گریبانِ پاک سے
جوشِ فروغ سے ہے عیاں تار تارِ صبح

آتے ہے پاسبانِ درِ شہِ فلک سے روز
ستر ہزار شام تو ستر ہزار صبح

www.alahazratnetwork.org
تڑکے سے دیکھتی ہے ترا انتظارِ صبح
مدینہ خدارا نگاہِ مہر

زلفِ حضورِ عارضِ پُر نور پر تار
کیا نورِ بارِ شام ہے کیا جلوہ بارِ صبح

نورِ ولادت مہِ طیبہ کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہارِ صبح

ہر ذرہء حرم سے نمایاں ہزار مہر
ہر مہر سے طلوع کناں بے شمارِ صبح

گیسو کے بعد یاد ہو رخسارِ پاک کی
ہو مشکِ بارِ شام کی کافورِ بارِ صبح

کیا نورِ دل کو نجدی تیرہ دلوں سے کام
تا حشرِ شام سے نہ ملے زینہارِ صبح

حسنِ شبابِ ذرہ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کورِ باطنِ آئینہ کیا شیرِ خوارِ صبح

بس چل سکے تو شام سے پہلے سفر کرے
طیبہ کی حاضری کے لیے بے قرارِ صبح

مایوس کیوں ہو خاکِ نشیںِ حسنِ یار سے
آخر ضیائے ذرہ کی ہے ذمہ دارِ صبح

کیا دشتِ پاکِ طیبہ سے آئی ہے اے حسن
لائی جو اپنی جیب میں نقدِ بہارِ صبح

جونور بار ہوا آفتابِ حسنِ ملیح

جو نور بار ہوا آفتابِ حسنِ ملیح
ہوئے زمین و زماں کامیابِ حسنِ ملیح

زوالِ مہر کو ہو ماہ کا جمال گھٹے
مگر ہے اوجِ ابد پر شبابِ حسنِ ملیح

زمین کے پھول گریباں دریدہ غمِ عشق
فلک پہ بدرِ دل افکارِ تابِ حسنِ ملیح

دلوں کی جان ہے لطفِ صباحتِ یوسف
مگر ہوا ہے نہ ہو گا جوابِ حسنِ ملیح

الہی موت سے یوں آئے مجھ کو میٹھی نیند
رہے خیال کی راحت ہو خوابِ حسنِ ملیح

جمالِ والوں میں ہے شورِ عشق اور ابھی
ہزار پردوں میں ہے آب و تابِ حسنِ ملیح

زمینِ شور بنے تختہ گل و سنبل
عرقِ نشاں ہو اگر آب و تابِ حسنِ ملیح

نہ دیکھی چشمِ زلیخا نے خوابِ حسنِ ملیح
www.hazratnetwork.org

تجلیوں نے نمک بھر دیا ہے آنکھوں میں
ملاحت آپ ہوئی ہے حجابِ حسنِ ملیح

نمک کا خاصہ ہے اپنے کیف پر لانا
ہر ایک شے نہ ہو کیوں بہرہ یابِ حسنِ ملیح

عسل ہو آب بنے کو زہائے قدِ حباب
جو بحرِ شور میں ہو عکس آپِ حسنِ ملیح

دلِ صباحتِ یوسف میں سوزِ عشقِ حضور
نباتِ قد ہوئے ہیں کبابِ حسنِ ملیح

کھلے جب آنکھ نظر آئے وہ ملاحتِ پاک
بیاضِ صبح ہو یا رب کتابِ حسنِ ملیح

حیاتِ بے مزہ ہو بختِ تیرہ میدارم
بتابِ اے مہِ گردوں جنابِ حسنِ ملیح

حسن کی پیاس بجھا کر نصیب چمکا دے
ترے ثار میں اے آب و تابِ حسنِ ملیح

سحابِ رحمتِ باری ہے بارہویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارہویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارہویں تاریخ

نبی ہے سُرْمہ چشمِ بصیرت و ایماں
اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارہویں تاریخ

فلک پہ عرش بریں کا گمان ہوتا ہے
زمینِ غلد کی کیاری ہے بارہویں تاریخ

دل کے میل ڈھلے گل کھلے سرور ملے
عجیب چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے
کہ اپنی روح میں ساری ہے بارہویں تاریخ

ہمیشہ تُو نے غلاموں کے دل کئے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارہویں تاریخ

جدھر گیا سنی آواز یا رسول اللہ
ہر ایک جگہ اسے خواری ہے بارہویں تاریخ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارہویں تاریخ
کرم کا چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ

اسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل
بہارِ فصلِ بہاری ہے بارہویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قرباں
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارہویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیا کی خوشی
ہمیشہ اب تری باری ہے بارہویں تاریخ

چڑھی ہے اوج پہ تو تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اتاری ہے بارہویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے ہماری ہے بارہویں تاریخ

خوشی ہے اہلِ سنن میں مگر عدو کے یہاں
فغان و شیون و زاری ہے بارہویں تاریخ

عدو ولادتِ شیطان کے دن منائے خوشی
کہ عید عید ہماری ہے بارہویں تاریخ

حسنِ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارہویں تاریخ

ذات والا پہ بار بار درود

ذات	والا	پہ	بار	بار	درود
بار	بار	اور	بے	شمار	درود
روئے	انور	پہ	نور	بار	سلام
زلفِ	اطہر	پہ	مشکبار	درود	
اُس	مہک	پر	شمیم	بیز	سلام
اُس	چمک	پہ	فروغ	بار	درود
اُن	کے	ہر	جلوہ	پہ	ہزار
اُن	کے	ہر	لمحہ	پہ	ہزار
اُن	کی	طلعت	پر	جلوہ	ریز
اُن	کی	نگہت	پہ	عطر	بار
جس	کی	خوشبو	بہار	خلد	بسائے
ہے	وہ	محبوب	گلغزار	درود	
سر	سے	پا	تک	کرور	بار
اور	سراپا	پہ	بے	شمار	درود
دل	کے	ہمراہ	ہوں	سلام	فدا
جان	کے	ساتھ	ہو	نثار	درود
چارہء	جان	درد	مند	سلام	
مرہم	سینہ	فگار	درود		
بے	بے	اور	بے	عدد	تسلیم
بے	بے	اور	بے	شمار	درود
بیٹھتے	اُٹھتے	سوتے	جاگتے	درود	
ہو	الہی	مرا	شعار	درود	
شہر	یار	رُسل	کی	نذر	کروں
سب	دردوں	کی	تاجدار	درود	
گور	بیکس	کو	شمع	سے	کیا
ہو	چراغ	شب	مزار	درود	
قبر	میں	خوب	کام	آتی	ہے
بیکسوں	کی	ہے	یار	غار	درود
انہیں	کس	کے	درد	کی	پروا
بھیجے	جب	اُن	کا	کردگار	درود
ہے	کرم	ہی	کرم	کہ	سنتے
آپ	خوش	ہو	کے	بار	بار
ہیں	درود				
جان	نکلے	تو	اس	طرح	نکلے
تمھ	پہ	اے	غمزدوں	کے	یار
دل	میں	جلوے	بے	ہوئے	تیرے
لب	سے	جاری	ہو	بار	بار
اے	حسن	خارِ	غم	کو	دل
غمزدوں	کی	ہے	غمگسار	درود	

رنگ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند

رنگ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند
صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تو پسند

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند

ماپوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس
ایجان کر لے ٹوٹتے ہوئے دل کو تو پسند

ہیں خانہ زاد بندہء احساں تو کیا عجب
تیری وہ خو ہے کرتے ہیں جس کو عدو پسند

کیونکر نہ چاہیں تیری گلی میں ہوں مٹ کے خاک
دنیا میں آج کس کو نہیں آبرو پسند

ہے خاکسار پر کرمِ خاص کی نظر
عاجز نواز ہے تیری اے خوبرو پسند

قل کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی
اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند

ہو فرشتہ جن و بشر سب نثار ہیں
ہے دو جہاں میں قبضہ کئے چار سو پسند

ان کے گناہگار کی امید عفو کو
پہلے کرے گی آیتِ لائق نَطَوَا پسند

طیبہ میں سر جھکاتے ہیں خاکِ نیاز پر
کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

ہے خواہشِ وصالِ درِ یار اے حسن
پائے نہ کیوں اثر کو مری آرزو پسند

ہواگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ
عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ

صفتِ خارِ مدینہ میں کروں گلکاری
دترِ گل کا عنادل سے منگا کر کاغذ

عارضِ پاک کی تعریف ہو جس پرچہ میں
سو یہ نامہ اُجالے وہ منور کاغذ

شامِ طیبہ کی تجلی کا کچھ احوال لکھوں
دے بیاضِ سحر اک ایسا منور کاغذ

یادِ محبوب میں کاغذ سے تو دل کم نہ رہے
کہ جدا نقش سے ہوتا نہیں دم بھر کاغذ

ورقِ مہر اُسے خطِ غلامی لکھ دے
ہو جو وصفِ رخ پُ نور سے انور کاغذ

تیرے بندے ہیں طلبگار تری رحمت کے
سُن گناہوں کے نہ اے داوڑِ محشر کاغذ

لبِ جاں بخش کی تعریف اگر ہو تجھ میں
ہو مجھے تارِ نفس ہر خطِ مسطر کاغذ

www.alahazratnetwork.org

مدحِ رخسار کے پھولوں میں بسا لوں جو حسن
حشر میں ہو مرے نامہ کا معطر کاغذ

اگر چکا مقدر خاک پائے رہو اس ہو کر

اگر چکا مقدر خاک پائے رہو اس ہو کر
چلیں گے بیٹھتے اٹھتے غبارِ کارواں ہو کر

شبِ معراج وہ دم بھر میں پلٹے لامکاں ہو کر
بہارِ ہشت جنت دیکھ کر ہفت آسماں ہو کر

چمن کی سیر سے جلتا ہے جی طیبہ کی فرقت میں
مجھے گلزار کا سبزہ رلاتا ہے دھواں ہو کر

تصور اس لبِ جاں بخش کا کس شان سے آیا
دلوں کا چین ہو کر جان کا آرامِ جاں ہو کر

کریں تعظیم میری سنگِ اسود کی طرح مومن
تمہارے در پہ رہ جاؤں جو سنگِ آستاں ہو کر

دکھا دے یا خدا گلزارِ طیبہ کا سماں مجھ کو
پھروں کب تک پریشاں بلبلِ بے آستاں ہو کر

ہوئے یمن قدم سے فرش و عرش و لامکاں زندہ
خلاصہ یہ کہ سرکار آئے ہیں جانِ جہاں ہو کر

ترے دستِ عطا نے دو تیں دیں دل کئے ٹھنڈے
کہیں گوہرِ فشاں ہو کر کہیں آبِ رواں ہو کر

www.alahazratnetwork.org

فدا ہو جائے امت اس حمایت اس محبت پر
ہزاروں غم لئے ہیں ایک دل پر شادماں ہو کر

جو رکھتے ہیں سلاطینِ شاہیء جاوید کی خواہش
نشاں قائم کریں اُن کی گلی میں بے نشاں ہو کر

وہ جس رہ سے گزرتے ہیں بسی رہتی ہے مدت تک
نصیب اس گھر کے جس میں وہ ٹھریں مہماں ہو کر

حسن کیوں پاؤں توڑے بیٹھے ہو طیبہ کا رستہ لو
زمینِ ہند سرگرداں رکھے گی آسماں ہو کر

مرجاء عزت و کمال حضور

مرجاء	عزت	و	کمال	حضور
ہے	جلال	خدا	جلال	حضور
اُن کی	قدموں کی	یاد میں	مریے	
کیجئے	دل کو	پائمال	حضور	
دشتِ	ایمن	ہے	سینہء	مومن
دل میں	ہے	جلوہء	خیال	حضور
آفرینش	کو	ناز ہے	جس پر	
ہے	وہ	انداز بے	مثال	حضور
ماہ کی	جان	مہر کا	ایمان	
جلوہء	حُسن	بے	زوال	حضور
حُسنِ	یوسف	کرے	زلیخائی	
خواب میں	دیکھ کر	جمال	حضور	
وقفِ	انجاء	مقصدِ	خدا	
ہر شب و	روز و	ماہ و	سال	حضور
سکہ رائج	ہے	حکم	جاری	ہے
دونوں عالم	میں ہیں	مُلک و	مال	حضور
تابِ	دیدار	ہو	کے	جو نہ
پردہء	غیب	میں	جمال	حضور
جو نہ	آئی	نظر نہ	آئے	نظر
ہر نظر	میں ہے	وہ	مثال	حضور
انہیں	نقصان	دے	نہیں	سکتا
دشمن	اپنا	ہے	بد	سگال
حضور				
حال سے	کشفِ	رازِ	قال نہ	ہو
قال سے	کیا	عمیاں	ہو	حال
حضور				
منزلِ	رُشد	کے	نجوم	اصحاب
کشتی	خیر	دامنِ	آل	حضور
ہے	مسِ	قلب	کے	لئے
اے	حسَن	خاکِ	پائمال	حضور

سیر گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر

سیر گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمھارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقاے یار اُن کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبرئیل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں اُن کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اُس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جمیں یا رب اسیرانِ قفس
آچکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمھارا چھوڑ کر

خلد کیسا نفسِ سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بد چلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر

www.alahazratnetwork.org

ایسے جلوئے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا مونہہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا چھوڑ کر

مَر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کہ مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز

خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا
اب تو یہ گھر پسند یہ در یہ گلی عزیز

جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو ہے وہی عزیز

گو ہم نمک حرام نکلے غلام ہیں
قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز

شانِ کرم کو اچھے برے سے غرض نہیں
اُس کو سبھی پسند ہیں اُس کو سبھی عزیز

منگتا کا ہاتھ اٹھا تو مدینہ ہی کی طرف
تیرا ہی در پسند آیا تری ہی گلی عزیز

اُس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

www.alahazratnetwork.org

کونین دے دیئے ہیں ترے اختیار میں
اللہ کو بھی ہے کتنی خاطر تری عزیز

محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ
میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم
ہم کون ہیں خدا کو ہے تری گلی عزیز

طیبہ کی خاک ہو کہ حیاتِ ابد ملے
اے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز

سنگِ ستم کے بعد دعائے فلاح کی
بندے تو بندے ہیں تمہیں ہیں مدعی عزیز

دل سے ذرا یہ کہہ دے کہ اُن کا غلام ہوں
ہر دشمنِ خدا ہو خدا کو ابھی عزیز

طیبہ کے ہوتے خلدِ بریں کیا کروں حسن
مجھ کو یہی پسند ہے مجھ کو یہی عزیز

ہوں جو یادِ رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس

ہوں جو یادِ رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس
چمک اٹھے چہ یوسف کی طرح شانِ قفس

کس بلا میں ہیں گرفتار اسیرانِ قفس
کل تھے مہمانِ چمن آج ہیں مہمانِ قفس

حیف در چشمِ زدن صحتِ یار آخر شد
اب کہاں طیبہ وہی ہم وہی زندانِ قفس

روئے گل سیر ندیم و بہار آخر شد
ہائے کیا قہر کیا الفتِ یارانِ قفس

نوحہ گر کیوں نہ رہے مرغِ خوش الحانِ چمن
باغ سے دام ملا دام سے زندانِ قفس

پائیں صحرائے مدینہ تو گلستاں مل جائے
ہند ہے ہم کو قفس ہم ہیں اسیرانِ قفس

زخمِ دل پھول بنے آہ کی چلتی ہے نسیم
روز افزوں ہے بہارِ چمنستانِ قفس

قافلہ دیکھتے ہیں جب سوئے طیبہ جاتے
کیسی حسرت سے تڑپتے ہیں اسیرانِ قفس

تھا چمن ہی ہمیں زنداں کہ نہ تھا وہ گل تر
قید پر قید ہوا اور یہ زندانِ قفس

دشتِ طیبہ میں ہمیں شکلِ وطن یاد آئی
بد نصیبی سے ہوا باغ میں ارمانِ قفس

اب نہ آئیں گے اگر کھل گئی قسمت کی گرہ
اب گرہ باندھ لیا ہم نے یہ بیانِ قفس

ہند کو کون مدینہ سے پلٹنا چاہے
عیشِ گلزار بھلا دے جو نہ دورانِ قفس

چہچہے کس گل خوبی کی ثنا میں ہیں حسن
نکبتِ غلد سے مہکا ہے جو زندانِ قفس

جنابِ مصطفیٰ ہوں جس سے ناخوش

جنابِ مصطفیٰ ہوں جس سے ناخوش
نہیں ممکن ہو اُس سے خدا خوش

شہِ کونین نے جب صدقہ بانٹا
زمانے بھر کو دم میں کر دیا خوش

سلاطین مانگتے ہیں بھیک اُس سے
یہ اپنے گھر سے ہے اُن کا خدا خوش

پسندِ حقِ تعالیٰ تیری ہر بات
ترے اندازِ خوش تیری ادا خوش

میں سب ظاہر و باطن کے امراض
مدینہ کی ہے یہ آب و ہوا خوش

فَتَرَضَاْے کی محبت کے تقاضے
کہ جس سے آپ خوش اس سے خدا خوش

ہزاروں جرم کرتا ہوں شب و روز
خوشا قسمت نہیں وہ پھر بھی ناخوش

الہی دے مرے دل کو غمِ عشق
نشاطِ دہر سے ہو جاؤں ناخوش

نہیں جاتیں کبھی دشتِ نبی سے
کچھ ایسی ہے بہاروں کی فضا خوش

مدینہ کی اگر سرحدِ نظر آئے
دلِ ناشاد ہو بے انتہا خوش

نہ لے آرام دم بھر بے غمِ عشق
دلِ مضطر میں خوش میرا خدا خوش

نہ تھا ممکن کہ ایسی معصیت پر
گنہگاروں سے ہو جاتا ہے خدا خوش

تمہاری روتی آنکھوں نے ہنسایا
تمہارے غمزدہ دل نے کیا خوش

الہی دھوپ ہو اُن کی گلی کی
مرے سر کو نہیں ظنِ ہما خوش

حسنِ نعت و چنیں شیریں بیانی
تو خوش باشی کہ کر دی وقتِ ماخوش

خدا کی خلق میں سب انبیا خاص

خدا کی خلق میں سب انبیا خاص
گروہ انبیا میں مصطفیٰ خاص

نرالا حسن انداز و ادا خاص
تجھے خاصوں میں حق نے کر لیا خاص

تری نعمت کے سائل خاص تا عام
تری رحمت کے سب طالب عام تا خاص

شریک اس میں نہیں کوئی پیمبر
خدا سے ہے تجھ کو واسطہ خاص

گنہگارو نہ ہو مایوسِ رحمت
نہیں ہوتی کریموں کی عطا خاص

گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک
نہ میں خاص اور نہ میری التجا خاص

ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا
تمہیں ہو مالکِ ملکِ خدا خاص

غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو
خدا نے در تمہارا کر دیا خاص

www.alahazratnetwork.org

جو کچھ پیدا ہوا دونوں جہاں میں
تصدق ہے تمہاری ذات کا خاص

تمہاری انجمن آرائیوں کو
ہوا ہنگامہ قالوا بلے خاص

نبی ہم پایا ہوں کیا تو نے پایا
نبوت کی طرح ہر معجزہ خاص

جو رکھتا ہے جمالِ مَن رانی
اُسی مونہہ کی صفت ہے وَالضَّحَىٰ خاص

نہ بھیجیو اور دروازوں پر اس کو
حسن ہے آپ کے در کا گدا خاص

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور بڑے بے نوا کی عرض

اُن کے گدا کے در پہ ہے یوں بادشاہ کی عرض
جیسے ہو بادشاہ کے در پہ گدا کی عرض

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تلا ہوا
وہ دل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

قربان اُن کے نام کے بے اُن کے نام کے
مقبول ہو نہ خاص جناب خدا کی عرض

غم کی گھٹائیں چائیں ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہر سن لے ذرہ بیدست و پا کی عرض

اے بیکسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سے بتلا کی عرض

اے کیمیائے دل میں ترے در کی خاک ہوں
خاکِ در حضور سے ہے کیمیا کی عرض

اُبجھن سے دور نور سے معمور کر مجھے
اے زلفِ پاک ہے یہ اسیرِ بلا کی عرض

دکھ میں رہے کوئی یہ گوارا نہیں انہیں
مقبول کیوں نہ ہو دلِ درد آشنا کی عرض

کیوں دوں طول حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مرے مدعا کی عرض

دامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسنِ مصطفیٰ کی عرض

چشمِ دل چاہے جو انوار سے ربط

چشمِ دل چاہے جو انوار سے ربط
رکھے خاکِ درِ دلدار سے ربط

اُن کی رحمت کا طلبگار سے میل
ان کی رحمت کا گنہگار سے ربط

دشتِ طیبہ کی جو دیکھ آئیں بہار
ہو عنادل کو نہ گلزار سے ربط

یا خدا دل نہ ملے دنیا سے
نہ ہو آئینہ کو زنگار سے ربط

نفس سے میل نہ کرنا اے دل
قہر ہے ایسے ستم گار سے ربط

دلِ نجدی میں ہو کیوں حُبِ حضور
ظلمتوں کو نہیں انوار سے ربط

تلخیء نزع سے اُس کو کیا کام
ہو جسے لعلِ شکر بار سے ربط

خاکِ طیبہ کی اگر مل جائے
آپ صحت کرے بیمار سے ربط

www.alahazratnetwork.org

اُن کے دامانِ گہر بار کو ہے
کاسہء دوست طلبگار سے ربط

کل ہے اجلاس کا دن اور ہمیں
میلِ عملہ سے نہ دربار سے ربط

عمر یوں اُن کی گلی میں گزرے
ذرہ ذرہ سے بڑھے پیار سے ربط

سرِ شوریدہ کو ہو در سے میل
کمرِ خستہ کو دیوار سے ربط

اے حسنِ خیر ہے کیا کرتے ہو
یار کو چھوڑ کر اغیار سے ربط

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ
عیبِ کوری سے رہے چشمِ بصیرت محفوظ

دل میں روشن ہو اگر شمعِ ولائے مولیٰ
دزدِ شیطان سے رہے دین کی دولت محفوظ

یا خدا محوِ نظارہ ہو یہاں تک آنکھیں
شکلِ قرآن ہو مرے دل میں وہ صورت محفوظ

سلسلہ زلفِ مبارک سے ہے جس دل میں
ہر بلا سے رکھے اللہ کی رحمت محفوظ

تھی جو اس ذات سے تکمیل فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لئے مہرِ نبوت محفوظ

اے نگہبانِ مرے تجھ پہ صلاۃ اور سلام
دو جہاں میں ترے بندے ہیں سلامت محفوظ

واسطہ حفظِ الہی کا بچا رہن سے
رہے ایمانِ غریباں دمِ رحلت محفوظ

شاہیء کون و مکاں آپ کو دی خالق نے
کنزِ قدرت میں ازل سے تھی یہ دولت محفوظ

www.alahazratnetwork.org

تیرے قانون میں گنجائشِ تبدیل نہیں
نسخ و ترمیم سے ہے تری شریعت محفوظ

جسے آزاد کرے قامتِ شہ کا صدقہ
رہے فتنوں سے وہ تا روزِ قیامت محفوظ

اُس کو اعدا کی عداوت سے کیا ضرر پہنچے
جس کے دل میں ہو حسنِ اُن کی محبت محفوظ

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع
عروج و اوج ہیں قربانِ بارگاہِ رفیع

نہیں گدا ہی سرِ خوانِ بارگاہِ رفیع
خلیل بھی تو ہیں مہمانِ بارگاہِ رفیع

بنائے دونوں جہاںِ مجرئی اسی در کے
کیا خدا نے جو سامانِ بارگاہِ رفیع

زمینِ عجز پہ سجدہ کرائیں شاہوں سے
فلکِ جنابِ غلامانِ بارگاہِ رفیع

ہے انتہائے علا ابتدائے اوج یہاں
ورا خیال سے ہے شانِ بارگاہِ رفیع

کمند رشتہء عمر خضر پہنچ نہ سکے
بلند اتنا ہے ایوانِ بارگاہِ رفیع

وہ کون جو نہیں فیضیاب اس در سے
سبھی ہے بندہء احسانِ بارگاہِ رفیع

نوازے جاتے ہیں ہم سے نمکِ حرامِ غلام
ہماری جان ہو قربانِ بارگاہِ رفیع

www.alahazratnetwork.org

مطیعِ نفس ہیں وہ سرکشانِ جن و بشر
نہیں جو تابعِ فرمانِ بارگاہِ رفیع

صلائے عام ہیں مہمانِ نواز ہیں سرکار
کبھی اٹھا ہی نہیں خوانِ بارگاہِ رفیع

جمالِ شمس و قمر کا سنگار ہے شب و روز
فروغِ شمسہ ایوانِ بارگاہِ رفیع

ملائکہ ہیں فقط دابِ سلطنت کے لئے
خدا ہے آپ نگہبانِ بارگاہِ رفیع

حسنِ جلالتِ شاہی سے کیوں جھجکتا ہے
گدا نواز ہے سلطانِ بارگاہِ رفیع

خوشبوئے دشتِ طیبہ سے بس جائے گردِ دماغ

خوشبوئے دشتِ طیبہ سے بس جائے گردِ دماغ
مہکائے بوئے خلدِ مرا سر بسر دماغ

پایا ہے پائے صاحبِ معراج سے شرف
ذراتِ کوئے طیبہ کس ہے عرش پر دماغ

مومن فدائے نور و شمیم حضور میں
ہر دل چمک رہا ہے معطر ہے ہر دماغ

ایسا بے کہ بوئے گلِ خلد سے بے
ہو یادِ نقشِ پائے نبی کا جو گھر دماغ

آباد کر خدا کے لئے اپنے نور سے
ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ

ہر خارِ طیبہ زینتِ گلشن ہے عندلیب
نادان ایک پھول پر اتنا نہ کر دماغ

زاہد ہے مستحقِ کرامتِ گہنگار
اللہ اکبر اتنا مزاج اور اس قدر دماغ

اے عندلیب خارِ حرام سے مثالِ گل
یک بگ کے ہرزہ گوئی سے خالی نہ کر دماغ

www.alahazratnetwork.org

بے نور دل کے واسطے کچھ بھیک مانگتے
ذراتِ خاکِ طیبہ کا اگر ملتا دماغ

ہر دم خیالِ پاکِ اقامت گزیر رہیں
بن جائے گردِ دماغ نہ ہو رہ گزر دماغ

شاید کہ وصفِ پائے نبی کچھ بیاں کرے
پوری ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

اُس بد لگام کو خردِ جالِ جاننے
مونہ آئے ذکرِ پاک کو سن کر جو خر دماغ

اُن کے خیال سے وہ ملے امن اے حسن
سر پر نہ آئے کوئی بلا ہو سپردِ دماغ

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو برخلاف

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو برخلاف
اُن کی مدد رہے تو کرے کیا اثر خلاف

اُن کا عدو اسیرِ بلائے نفاق ہے
اُس کی زبان و دل میں رہے عمر بھر خلاف

کرتا ہے ذکرِ پاک سے نجدی مخالفت
کبخت بد نصیب کی قسمت ہے برخلاف

اُن کی وجاہتوں میں کمی ہو مجال ہے
بالفرض اک زمانہ ہو اُن سے اگر خلاف

اٹھوں جو خواب مرگ سے آئے شمیم یار
یا رب صبحِ حشر ہو بادِ حشر خلاف

قربان جاؤں رحمتِ عاجزِ نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُن کی نظر خلاف

شانِ کرم کسی سے عوض چاہتی نہیں
لاکھ اتثالِ امر میں دل ہو ادھر خلاف

کیا رحمتیں ہیں لطف میں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

www.alahazratnetwork.org

تعمیلِ حکمِ حق کا حسن ہے اگر خیال
ارشادِ پاکِ سرورِ دین کا نہ کر خلاف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف
رحمن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

جانِ جناں ہے دشتِ مدینہ تری بہار
ہلہل نہ جائے گی کبھی گلزار کی طرف

انکار کا وقوع تو کیا ہو کریم سے
مائل ہوا نہ دل کبھی انکار کی طرف

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
مونہہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

مونہہ اس کا دیکھتی ہیں بہاریں بہشت کی
جس کی نگاہ ہے ترے رخسار کی طرف

جاں بھیاں مسیح کو حیرت میں ڈالتیں
چُپ بیٹھے دیکھتے تری رفتار کی طرف

محشر میں آفتابِ ادھر گرم اور ادھر
آنکھیں لگی ہیں دامنِ دلدار کی طرف

پھیلا ہوا ہے ہاتھ ترے در کے سامنے
گردن جھکی ہوئی تری دیوار کی طرف

www.alahazratnetwork.org

گو بے شمار جرم ہوں گو بے عدد گناہ
کچھ غم نہیں جو تم ہو گنہگار کی طرف

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا
میں خاک پر نگاہِ درِ یار کی طرف

کعبے کے صدقے دل کی تمنا مگر یہ ہے
مرنے کے وقت مونہہ ہو درِ یار کی طرف

دے جاتے ہیں مراد جہاں مانگئے وہاں
مونہہ ہونا چاہئے درِ سرکار کی طرف

روکے گی حشر میں جو مجھے پا شکستگی
دوڑیں گے ہاتھ دامنِ دلدار کی طرف

آہیں دل اسیر سے لب تک نہ آئی تھیں
اور آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آگیا
گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

ملتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہیں بے نوا
در کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

عالم کے دل تو بھر گئے دولت سے کیا عجب
گھر دوڑنے لگیں درِ سرکار کی طرف

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کھلے حسن
جلوے خود آئیں طالبِ دیدار کی طرف

تراظہور ہوا چشمِ نور کی رونق

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق
ترا ہی نور ہے بزمِ ظہور کی رونق

رہے نہ عفو میں پھر ایک ذرہ شک باقی
جو اُن کی خاکِ قدم ہو قبور کی رونق

نہ فرش کا یہ تجل نہ عرش کا یہ جمال
فقط ہے نور و ظہورِ حضور کی رونق

تمہارے نور سے روشن ہوئے زمین و فلک
یہی جمال ہے نزدیک و دور کی رونق

زبانِ حال سے کہتے ہیں نقشِ پا اُن کے
ہمیں ہیں چہرہء غلمان و حور کی رونق

ترے ثارِ ترا ایک جلوہء رنگیں
بہارِ جنت و حور و تصور کی رونق

ضیا زمین و فلک کی ہے جس تجلی سے
الہی ہو وہ دلِ ناصبور کی رونق

یہی فروغ تو زیپ صفا و زینت ہے
یہی ہے حسنِ تجلی و نور کی رونق

www.alahazratnetwork.org

حضور تیرہ و تاریک ہے یہ پتھر دل
تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق

سچی ہے جن سے شبستانِ عالمِ امکان
وہی ہیں مجلسِ روزِ نشور کی رونق

کریں دلوں کو منور سراج کے جلوے
فروغِ بزمِ عوارف ہو نور کی رونق

دعا خدا سے غمِ عشقِ مصطفیٰ کی ہے
حسنِ یہ غم ہے نشاط و سرور کی رونق

جو ہوسر کو رسائی اُن کے در تک

جو ہو سر کو رسائی اُن کے در تک
تو پہنچے تاجِ عزت اپنے سر تک

وہ جب تشریف لائے گھر سے در تک
بھکاری کا بھرا ہے در سے گھر تک

دُہائی ناخدائے بیکساں کی
کہ سیلابِ الم پہنچا کمر تک

الہی دل کو دے وہ سوزِ الفت
پھٹکے سینہ جلن پہنچے جگر تک

نہ ہو جب تک تمہارا نام شامل
دعائیں جا نہیں سکتیں اثر تک

گزر کی راہ نکلی رہ گزر میں
ابھی پہنچے نہ تھے ہم اُن کے در تک

خدا یوں اُن کی الفت میں گما دے
نہ پاؤں پھر کبھی اپنی خبر تک

بجائے چشمِ خود اٹھتا نہ ہو آڑ
جمالِ یار سے تیری نظر تک

www.alahazratnetwork.org

تمہارے حُسن کے باڑے کے صدقے
نمکِ خوارِ ملاحت ہے قمر تک

شبِ معراج تھے جلوے پہ جلوے
شبستانِ دنیٰ سے اُن کے گھر تک

بلائے جان ہے اب ویرانیءِ دل
چلے آؤ کبھی اس اُجڑے گھر تک

نہ کھول آنکھیں نگاہِ شوقِ ناقص
بہت پردے ہیں حسنِ جلوہ گر تک

جہنم میں دھلیلیں نجدیوں کو
حسنِ جھوٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

طور نے تو خوب دیکھا جلوہٴ شانِ جمال

اک نظر بے پردہ ہو جائے جو لمعانِ جمال
مردم دیدہ کی آنکھوں پر جو احسانِ جمال

ہے شبِ غم اور گرفتارانِ ہجرانِ جمال
مہر کر ذروں پہ اے خورشیدِ تابانِ جمال

ذرہ ذرہ خاک کا ہو جائے گا خورشیدِ حشر
قبر میں لیجائیں گے عاشق جو ارمانِ جمال

جلوۂٴ موئے محاسن چہرہء انور کے گرد
آبنوی رحل پہ رکھا ہے قرآنِ جمال

کیا کہوں کتنا ہے ان کی رہ گزر میں جوشِ حسن
آشکارا ذرہ ذرہ سے ہے میدانِ جمال

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عشاق کی
آنکھیں اُن کی جستجو میں دل میں ارمانِ جمال

ابروئے پُر خم سے پیدا ہے ہلالِ ماہِ عید
مطلعِ عارضِ سے روشن بدرِ تابانِ جمال

پیشِ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے
تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال

اتنی مدت تک ہو دیدِ مصحفِ عارضِ نصیب
حفظ کر لوں ناظرہ پڑھ پڑھ کے قرآنِ جمال

طور نے تو خوب دیکھا جلوہٴ شانِ جمال
اس طرف بھی اک نظر اے برقی تابانِ جمال

جل گیا جس راہ میں سروِ خرامانِ جمال
نقشِ پا سے کھل گئے لاکھوں گلستانِ جمال

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گل میں ظہور
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

ہو گیا شادابِ عالم آگئی فصلِ بہار
اُٹھ گیا پردہ کھلا بابِ گلستانِ جمال

اُس کے جلوے سے نہ کیوں کافور ہوں ظلماتِ کفر
پیشگاہِ نور سے آیا ہے فرمانِ جمال

ذرہ در سے ترے ہمسفر ہوں کیا مہر و قمر
یہ ہے سلطانِ جمال اور وہ گدایانِ جمال

روسیاہی نے شبِ دیبجور کو شرما دیا
مونہہ اُجالا کر دے اے خورشیدِ تابانِ جمال

دل کئیء حسنِ جاناں کا ہو کیا عالمِ بیاں
دل فدائے آئینہ آئینہ قربانِ جمال

تیرے ذرہ پر شبِ غم کی جھائیں تاکے
نور کا تڑکا دکھا اے مہرِ تابانِ جمال

یا خدا دل کی گلی سے کون گزرا ہے کہ آج
ذڑہ ذڑہ سے ہے طالع مہر تابانِ جمال

اُن کے در پر اِس قدر بٹتا ہے پاڑہ نور کا
جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں گدایانِ جمال

نور کی بارشِ حسن پر ہو ترے دیدار سے
دل سے ڈھل جائے الٰہی داغِ حرمانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر مہرِ سامانِ جمال

اپنا صدقہ بانٹتا آتا ہے سلطانِ جمال
جھولیاں پھیلائے دوڑیں بے نواہانِ جمال

بے حجابانہ دکھا دو اک نظر آنِ جمال
صدقہ ہونے کے لئے حاضر ہیں خواہانِ جمال

روح لے گی حشر تک خوشبوئے جنت کے مزے
گر بسا دیگا کفنِ عطرِ گریبانِ جمال

پیٹگی ہی نقد جاں دیتے چلے ہیں مشتری
حشر میں کھولے گا یا رب کون دوکانِ جمال

تیری ذریت کا ہر ذرہ نہ کیوں ہو آفتاب
سر زمینِ حسن سے نکلی ہے یہ کانِ جمال

آ رہی ہے ظلمتِ شب ہائے غم پیچھا کئے
نورِ یزداں ہمکو لے لے زیرِ دامانِ جمال

خوبرویانِ جہاں کو بھی یہی کہتے سنا
تم ہو شانِ حُسنِ جانِ حُسنِ ایمانِ جمال

میں تصدق جاؤں اے شمسِ الضحیٰ بدر الدجی
اس دلِ تاریک پر بھی کوئی لمعانِ جمال

بے بصر پر بھی یہ اُن کے حسن نے ڈالا اثر
دل میں ہے پھوٹی ہوئی آنکھوں پہ ارمانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر مہرِ سامانِ جمال
دل کے آئینوں کو مدت سے ہے ارمانِ جمال

جس طرح سے عاشقوں کا دل ہے قربانِ جمال
ہے یونہی قربان تیری شکل پر جانِ جمال

تیرے ہی قامت نے چکایا مقدرِ حسن کا
بس اسی اِکے سے روشن ہے شبتانِ جمال

مر گئے عشاق لیکن وا ہے چشمِ منتظر
حشر تک آنکھیں تجھے ڈھونڈینگے اے جانِ جمال

عاشقوں کا ذکر کیا معشوق عاشق ہو گئے
انجمن کی انجمن صدقے ہے اے جانِ جمال

بزمِ محشر میں حسینانِ جہاں سب جمع ہیں
پر نظر تیری طرف اٹھتی ہے اے جانِ جمال

وسعتِ بازارِ محشر تنگ ہے اُس کے حضور
کس جگہ کھولے کسی کا حُسنِ دکانِ جمال

تیرہ و تاریک رہتی بزمِ خوبانِ جہاں
گر ترا جلوہ نہ ہوتا شمعِ ایوانِ جمال

سب سے پہلے حضرتِ یوسف کا نامِ پاک لوں
میں گناؤں گر ترے اُمیدوارانِ جمال

عاشقوں نے رزمگاہوں میں گلے کٹوا دیئے
واہ کس کس لطف سے کی عیدِ قربانِ جمال

یا خدا دیکھوں بہارِ خندہٴ دنداں نما
بر سے کشتِ آرزو پر ابرِ نیسانِ جمال

ظلمتِ مرقد سے اندیشہٴ حسن کو کچھ نہیں
ہے وہ مداحِ حسیناں منقبتِ خوانِ جمال

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم

اس بے کس و حزیں پر جو کچھ گزر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر سلام ہر دم

دلِ تفتگانِ فرقت پیاسے ہیں مدتوں سے
ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

جلادِ نفسِ بد سے دیجئے مجھے رہائی
اب سے گلے پہ نخنجر پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم

بلوا کے اپنے در پر اب مجھ کو دیجئے عزت
پھرتا ہوں خوار در در تم پر سلام ہر دم

بہرِ خدا بچاؤ ان خارہائے غم سے
اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

کیا خوف مجھ کو پیارے نازِ حجیم سے ہو
تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے در کی لیجئے خبرِ خدارا
کیجئے کرمِ حسن پر تم پر سلام ہر دم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

دُنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیونکر تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے
رحمِ اے حبیبِ داور تم پر سلام ہر دم

لئے اب ہماری فریاد کو پہنچئے
بے حد ہے حالِ ابتر تم پر سلام ہر دم

دریوزہ گرہوں میں بھی ادنیٰ سا اس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم

غم کی گھٹائیں گہر کر آئی ہیں ہر طرف سے
اے مہرِ ذرہ پرور تم پر سلام ہر دم

محتاج سے تمہارے سب کرتے ہیں کنارہ
بس اک تمہیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے در پر جائیں
اے بیکسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم

اے مدینہ کے تاجدار سلام

اے مدینہ کے تاجدار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام

تری اک اک ادا پہ اے پیارے
سو درودیں فدا ہزار سلام

رَبِّ سَلَمِ کے کہنے والے پر
جان کے ساتھ ہو شمار سلام

میرے پیارے پہ میرے آقا پر
میری جانب سے لاکھ بار سلام

میری بگڑی بنانے والے پر
بھیج اے میرے کردگار سلام

اُس جواب سلام کے صدقے
تا قیامت ہو بے شمار سلام

اُن کی محفل میں ساتھ لے جائیں
حسرتِ جان بے قرار سلام

پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو
اے میرے حق کے راز دار سلام

www.alahazratnetwork.org

وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لئے جس نے دل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

تیرے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم

تیرے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم
تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم

یہ پیاری ادائیں یہ نیچی نگاہیں
فدا جانِ عالم ہو اے جانِ عالم

کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے
گدا کس کے در کے ہیں شاہانِ عالم

میں در در پھروں چھوڑ کر کیوں در تیرا
اٹھائے بلا میری احسانِ عالم

میں سرکارِ عالی کے قربان جاؤں
بھکاری ہیں اس در کے شاہانِ عالم

مرے دبدبہ والے میں تیرے صدقے
تیرے در کے کتے ہیں شاہانِ عالم

تمہاری طرف ہاتھ پھیلے ہیں سب کے
تمہیں پورے کرتے ہو ارمانِ عالم

مجھے زندہ کر دے مجھے زندہ کر دے
مرے جانِ عالم مرے جانِ عالم

www.alahazratnetwork.org

مسلمان مسلمان ہیں تیرے سبب سے
مری جان تو ہی ہے ایمانِ عالم

مرے آن والے مرے شان والے
گدائی ترے در کی ہے شانِ عالم

تو بحرِ حقیقت تو دریائے عرفان
ترا ایک قطرہ ہے عرفانِ عالم

کوئی جلوہ میرے بھی روزِ سیہ پر
خدا کے قمرِ مہر تابانِ عالم

بس اب کچھ عنایت ہو اب ملا کچھ
انہیں تکتے رہنا فقیرانِ عالم

وہ دولہا ہیں ساری خدائی براتی
انہیں کے لئے ہے یہ سامانِ عالم

نہ دیکھا کوئی پھول تجھ سا نہ دیکھا
بہت چھان ڈالے گلستانِ عالم

ترے کوچے کی خاک ٹھہری ازل سے
مری جان علاجِ مریضانِ عالم

کوئی جانِ عیسیٰ کو جا کر خبر دے
مرے جاتے ہیں دردِ مندانِ عالم

ابھی سارے بیمار ہوتے ہیں اچھے
اگر لبِ ہلا دے وہ درمانِ عالم

سَمِيعًا خَدَارًا حَسَنًا كِي بَهِی سُن لے

بلا میں ہے یہ لوٹ دامنِ عالم

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم
باز آئے ہند بد اختر سے ہم

مار ڈالے بے قراری شوق کی
خوش تو جب ہوں اس دلِ مضطر سے ہم

بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہے یہی
اب کہاں جائیں تمہارے در سے ہم

تنگیءِ حشر سے کچھ غم نہیں
ہیں غلامانِ شہِ کوثر سے ہم

اپنے ہاتھوں میں ہے دامنِ شفیع
ڈر چکے بس فتنہء محشر سے ہم

نقشِ پا سے جو ہوا ہے سرفراز
دل بدل ڈالیں گے اس پتھر سے ہم

گردن تسلیم خم کرنے کے ساتھ
پھینکتے ہیں بارِ عصیاں سر سے ہم

گور کی شب تار ہے پر خوف کیا
لو لگائے ہیں رُخِ انور سے ہم

دیکھ لینا سب مرادیں مل گئیں
جب لپٹ کر روئے اُن کے در سے ہم

کیا بندھا ہم کو خد جانے خیال
آنکھیں ملتے ہیں جو ہر پتھر سے ہم

جانے والے چل دیئے کب کے حسن
پھر رہے ہیں ایک بس مضطر سے ہم

منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اللہ	برائے	غوثِ	اعظم
دے	مجھ کو	ولائے	غوثِ
			اعظم
دیدار	خدا	تجھے	مبارک
اے	موجِ	لقائے	غوثِ
			اعظم
وہ	کون	کریم	صاحبِ
میں	کون	گدائے	غوثِ
			اعظم
سوکھی	ہوئی	کھتیاں	ہری
اے	ابو	سخائے	غوثِ
			اعظم
امیدیں	نصیب	مشکلیں	حل
قربان	عطائے	غوثِ	اعظم
کیا	تیزیء	مہر	حشر سے
ہیں	زیر	لوائے	غوثِ
			اعظم
وہ	اور	ہیں	جن کو کہئے
ہم	تو	ہیں	گدائے
			غوثِ
			اعظم
ہیں	جانپ	نالہء	غریباں
گوش	شنوائے	غوثِ	اعظم
کیوں	ہم	کو	ستائے
کیوں	رد	ہو	دعائے
			غوثِ
			اعظم
بیگانے	بھی	ہو	گئے
دل	کش	ہے	ادائے
			غوثِ
			اعظم
جو	دم	میں	غنی کرے
وہ	کیا	ہے	عطائے
			غوثِ
			اعظم
کیوں	حشر	کے	دن
ہیں	زیر	قبائے	غوثِ
			اعظم
آئینہء	روئے	خوبرویاں	
نقشِ	کفِ	پائے	غوثِ
			اعظم
اے	دل	نہ	ڈر
وہ	آئی	صدائے	غوثِ
			اعظم
اے	غم	جو	ستائے
لے	دیکھ	وہ	آئے
			غوثِ
			اعظم
تارِ	نفسِ	ملائکہ	ہے
ہر	تار	قبائے	غوثِ
			اعظم
سب	کھولدے	عقدہائے	مشکل
اے	ناحنِ	پائے	غوثِ
			اعظم
کیا	ان	کی	شنا
جاں	باد	فدائے	غوثِ
			اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم

گہرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لئے آؤ یا غوثِ اعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا
ترے ہاتھ ہے لاج یا غوثِ اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم

تمہیں دکھ سنو اپنے آفت زدوں کا
تمہیں درد کی دو دوا غوثِ اعظم

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غوثِ اعظم بچا غوثِ اعظم

جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہہ رہا ہوں
کہوں کس سے تیرے سوا غوثِ اعظم

زمانے کے دکھ درد کی رنج و غم کی
ترے ہاتھ میں ہے دوا غوثِ اعظم

اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیر و
کہو شیخؒ اللہ یا غوثِ اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو
اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا ہے تو لاڈلا غوثِ اعظم

کیا جب غور گیارہویں بارہویں میں
معما یہ ہم پر کھلا غوثِ اعظم

تمہیں وصلِ بے فصل ہے شاہِ دیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غوثِ اعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑہ ہمارا
سہارا لگا دو ذرا غوثِ اعظم

مشائخِ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوثِ اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوثِ اعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے
جہاں ہے تیرا نقشِ پا غوثِ اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم

مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا
بتا جائے راستا غوثِ اعظم

کھلا دے جو مرجھائی کلیاں دلوں کی
چلا کوئی ایسی ہوا غوثِ اعظم

بچا لے غلاموں کو مجبور یوں سے
کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوثِ اعظم

گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا
سنجالو ضعیفوں کو یا غوثِ اعظم

سروں پہ جسے لیتے ہیں تاجِ والے
تھمارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم

زہرِ رو ہر راہِ رویمِ بگرداں
سوئے خویش را ہم نما غوثِ اعظم

فقیر تو چشمِ کرم از تو دارد
نگاہے بحالِ گدا غوثِ اعظم

گدایم مگر از گدایانِ شاہے
کہ گو بندش اہل صفا غوثِ اعظم

بیت میں کئی موری سگریِ عمریا
کرو مو پہ اپنی دیا غوثِ اعظم

مجھے اپنی الفت میں ایسا گما دے
نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوثِ اعظم

دکھا دے ذرا مہرِ رخ کی تجلی
کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوثِ اعظم

لپٹ جائیں دامن سے اس کے ہزاروں
پکڑ لے جو دامن ترا غوثِ اعظم

دوائے نگاہے عطائے سخائے
کہ شد دردِ مالا دوا یا غوثِ اعظم

اسیرِ کند ہوا یمِ کریمیا
بہ بخشائے بر حالِ ما غوثِ اعظم

کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل
اغنیٰ برائے خدا غوثِ اعظم

ادھر میں پیا موری ڈولت ہے نیا
کہوں کا سے اپنی بتھا غوثِ اعظم

بھیو دو جو بیکٹھ بگداد تو سے
گہو موری نگری بھی آ غوثِ اعظم

کہے کس سے جا کر حسنِ اپنے دل کی
سُنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

کون کہتا ہے کہ زینتِ خلد کی اچھی نہیں

کون کہتا ہے کہ زینتِ خلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دلِ فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

رحم کی سرکار میں پرش ہے ایسوں کی بہت
اے دل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں

تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

کچھ خبر ہے میں برا ہوں کیسے اچھے کا برا
مجھ بُرے پہ زاہدو طعنہ زنی اچھی نہیں

اس گلی سے دُور رہ کر کیا مریں ہم کیا جنیں
آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

اُن کے در کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے
اُن کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خاک اُن کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر پیار کی اچھی نہیں

سایہ دیوارِ جاناں میں ہو بسترِ خاک پر
آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

بارِ عصیاں کی ترقی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجئے حالت مری اچھی نہیں

ذرّہ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گل کیوں دکھائے جاتے ہیں یہ سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بے کسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکسِ نواز
کون کہتا ہے ہماری بیکسی اچھی نہیں

بندہ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کی بندگی اچھی نہیں

روسیہ ہوں منہ اُجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خار ہائے دشتِ طیبہ چھ گئے دل میں مرے
عارضِ گل کی بہارِ عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دل جلوۂ محبوب دیکھ
نور کا تڑکا ہے پیارے کاہلی اچھی نہیں

اُن کے در پر موت آ جائے تو جی جاؤں حسن
اُن کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لئے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

ادھر بھی تو سن اقدس کے دو قدم جلوے
تمھاری راہ میں مُشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچہء دل صدقہ بادِ دامن کا
امیدوارِ نسیم بہار ہم بھی ہیں

تمھاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑئے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشاہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی ان کے اختیار میں ہے
سیرد انہیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

www.alahazratnetwork.org

حسن ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
انہیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

کیا کریں محفلِ دلدار کو کیونکر دیکھیں

کیا کریں محفلِ دلدار کو کیونکر دیکھیں
اپنے سرکار کے دربار کو کیونکر دیکھیں

تابِ نظارہ تو ہو یار کو کیونکر دیکھیں
آنکھیں ملتی نہیں دیدار کو کیونکر دیکھیں

دلِ مردہ کو ترے کوچہ میں کیونکر لیجائیں
اڑِ جلوہء رفتار کو کیونکر دیکھیں

جن کی نظروں میں ہے صحرائے مدینہ بلبل
آنکھ اٹھا کر تیرے گلزار کو کیونکر دیکھیں

عوضِ عفو گنہ بکتے ہیں اک مجھ ہے
ہائے ہم اپنے خریدار کو کیونکر دیکھیں

ہم گنہگار کہاں اور کہاں رویتِ عرش
سر اٹھا کر تری دیوار کو کیونکر دیکھیں

اور سرکار بنے ہیں تو انھیں کے در سے
ہم گدا اور کی سرکار کو کیونکر دیکھیں

دستِ صیاد سے آہو کو چھڑائیں جو کریم
دامِ غم میں وہ گرفتار کو کیونکر دیکھیں

تابِ دیدار کا دعویٰ ہے جنہیں سامنے آئیں
دیکھتے ہیں ترے رخسار کو کیونکر دیکھیں

دیکھئے کوچہ محبوب میں کیونکر پہنچیں
دیکھئے جلوہ دیدار کو کیونکر دیکھیں

اہلکارانِ سقر اور ارادہ سے حسن
ناز پروردہء سرکار کو کیونکر دیکھیں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں
تمہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزمِ امکان میں

یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزارِ رضواں میں
ہزاروں جنتیں آکر بسی ہیں کوائے جاناں میں

خزاں کا کس طرح ہو دخلِ جنت کے گلستاں میں
بہاریں بس چکی ہیں جلوۂ رنگینِ جاناں میں

تم آئے روشنی پھیلی ہوا دن کھل گئی آنکھیں
اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا تھا بزمِ امکان میں

تھکا ماندہ وہ ہے جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوائے جاناں میں

تمہارا کلمہ پڑھتا اٹھے تم پر صدقے ہونے کو
جو پائے پاک سے ٹھوکر لگا دو جسمِ بیجاں میں

عجب انداز سے محبوبِ حق نے جلوہ فرمایا
سرورِ آنکھوں میں آیا جانِ دل میں نورِ ایماں میں

فدائے خار ہائے دشتِ طیبہ پھولِ جنت کے
یہ وہ کانٹے ہیں جن کو خود جگہ دیں گلِ رگِ جاں میں

ہر ایک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عیدِ قرباں میں

ظہورِ پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر
تمہارے نام ہی کی روشنی تھی بزمِ امکان میں

کلیم آسا نہ کیونکر غش ہو ان کے دیکھنے والے
نظر آتے ہیں جلوے طور کے رخسارِ تاباں میں

ہوا بدلی گھرے بادل کھلے گلِ بلبلیں چہکیں
تم آئے یا بہارِ جانفزا آئی گلستاں میں

کسی کی زندگی اپنی نہ ہوتی اس قدر میٹھی
مگر دھوون تمہارے پاؤں کا ہے شیرہء جاں میں

اُسے قسمت نے اُس کے جیتے جی جنت میں پہنچایا
جو دم لینے کو بیٹھا سایہء دیوارِ جاناں میں

کیا پروانوں کو بلبلِ نرالی شمع لائے تم
گرے پڑتے تھے جو آتش پہ وہ پہنچے گلستاں میں

نسیمِ طیبہ سے بھی شمعِ گل ہو جائے لیکن یوں
کہ گلشنِ پھولیں جنت لہلہا اٹھے چراغاں میں

اگر دودِ چراغِ بزمِ شہ چھو جائے کاجل سے
شہِ قدرِ تجلی کا ہو سرمہ چشمہء خوباں میں

کوم فرمائے گر باغِ مدینہ کی ہوا کچھ بھی
گلِ جنت نکل آئیں ابھی سروِ چراغاں میں

چمن کیونگر نہ مہکیں بلبلیں کیونگر نہ عاشق ہوں
تمھارا جلوہء رنگیں بھرا پھولوں نے داماں میں

اگر دوڑ چراغِ بزم والا مس کرے کچھ بھی
شمیمِ مشک بس جائے گلِ شمعِ شبستاں میں

یہاں کے سنگریزوں سے حسن کیا لعل کو نسبت
یہ اُن کی راہ گزر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عجب کرم شہ والا تبار کرتے ہیں

جما کے دل میں صفیں حسرت و تمنا کی
نگاہِ لطف کا ہم انتظار کرتے ہیں

خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنوا دے
ہم اپنے کتوں میں تجھ کو شمار کرتے ہیں

جو خوش نصیب یہاں خاکِ در پہ بیٹھے ہیں
جلوسِ مسدِ شاہی سے عار کرتے ہیں

اشارہ کر دو تو بادِ خلاف کے جھونکے
ابھی ہمارے سفینے کو پار کرتے ہیں

گدا گدا ہی ہے وہ تو کیا چاہے ادب
بڑے بڑے تیرے در کا وقار کرتے ہیں

سنا کے وصفِ رُخِ پاکِ عندیب کو ہم
رہنِ آمدِ فصلِ بہار کرتے ہیں

اَنا لَہَا سے وہ بازارِ کسمپرساں میں
تسلّیٰ دلِ بے اختیار کرتے ہیں

کبھی وہ تاجورانِ زمانہ کر نہ سکیں
جو کام آپ کے خدمت گزار کرتے ہیں

سگانِ کوئے نبی کے نصیب پر قرباں
پڑے ہوئے سرِ رہِ افتخار کرتے ہیں

عجب کرم شہ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا امیدوں کو امیدوار کرتے ہیں

مجھے فردگی بخت کا الم کیوں ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں

ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوافِ مزار کرتے ہیں

ہمارے دل کی لگی بھی وہی بجا دینگے
جو دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

تمہارے در کے گداؤں کی شان عالی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں

تمام خلق کو منظور ہے رضا جن کی
رضا حضور کی وہ اختیار کرتے ہیں

ہوا خلاف ہو چکرائے ناؤ کیا غم ہے
وہ ایک آن میں بیڑے کو پار کرتے ہیں

بنائی پشت نہ کعبہ کی اُن کے گھر کی طرف
جنہیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

ہوائے دامنِ جاناں کے جانفزا جھونکے
خزاں رسیدوں کو باغ و بہار کرتے ہیں

کوئی یہ پوچھے مرے دل سے مری حسرت سے
کہ ٹوٹے حال میں کیا غمگسار کرتے ہیں

وہ اُن کے دَر کے فقیروں سے کیوں نہیں کہتے
جو شکوہء ستم روزگار کرتے ہیں

کسی بلا سے پہنچے کس طرح آسیب
جو تیرے نام سے اپنا حصار کرتے ہیں

کشود عقدہ مشکل کی کیوں میں فکر کروں
یہ کام تو مرے طیبہ کے خار کرتے ہیں

تمہارے دَر پہ گدا بھی ہیں ہاتھ پھیلائے
تمہیں سے عرضِ دعا شہر یار کرتے ہیں

ہمارے نخلِ تمنا کو بھی وہ پھل دینگے
درختِ خشک کو جو باردار کرتے ہیں

سنا نہ مرتے ہوئے آج تک کسی نے انھیں
جو اپنے جان و دل اُن پر نثار کرتے ہیں

مرے کریم نہ آہو کو قید دیکھ سکے
عبث اسیرِ الم انتشار کرتے ہیں

جو موئے پاک کو رکھتے ہیں اپنی ٹوپی میں
شجاعتیں وہ دمِ کارزار کرتے ہیں

تمہارے ہجر کے صدموں کی تاب کس کو ہے
یہ چوبِ خشک کو بھی بے قرار کرتے ہیں

یہ نرم دل ہیں وہ پیارے کہ سختیوں پر بھی
عدو کے حق میں دعا بار بار کرتے ہیں

زمینِ کوئے نبی کے جو لیتے ہیں بوسے
فرشتگانِ فلک اُن سے پیار کرتے ہیں

کے ہے دیدِ جمالِ خدا پسند کی تاب
وہ پورے جلوے کہاں آشکار کرتے ہیں

پڑے ہیں خوابِ تغافل میں ہم مگر مولے
طرح طرح سے ہمیں ہوشیار کرتے ہیں

انھیں کا جلوہ سر بزم دیکھتے ہیں پتنگ
انھیں کی یاد چمن میں ہزار کرتے ہیں

جو ذرے آتے ہیں پائے حضور کے نیچے
چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

جدھر وہ آتے ہیں اب اس میں دل ہوں یا راہیں
مہک سے گیسوؤں کی مشکبار کرتے ہیں

حسن کی جان ہو اُس وسعتِ کرم پہ نثار
کہ اک جہان کو امیدوار کرتے ہیں

منقبت حضورِ اچھے میاں رضی اللہ عنہ

سُن لو میری التجا اچھے میاں
میں تصدق میں فدا اچھے میاں

اب کمی کیا ہے خدا دے بندہ لے
میں گدا تم بادشاہ اچھے میاں

دین و دنیا میں بہت اچھا رہا
جو تمھارا ہو گیا اچھے میاں

اس بُرے کو آپ اچھا کیجئے
آپ اچھے میں برا اچھے میاں

ایسے اچھے کا برا ہوں میں بُرا
جن کو اچھوں نے کہا اچھے میاں

میں حوالے کر چکا ہوں آپ کے
اپنا سب اچھا بُرا اچھے میاں

آپ جانیں مجھ کو اس کی فکر کیا
میں بُرا ہوں یا بھلا اچھے میاں

مجھ بُرے کے کیسے اچھے نصیب ہیں
میں بُرا ہوں آپ کا اچھے میاں

اپنے منگتے کو نکلا کر بھیک دی
اے میں قربانِ عطا اچھے میاں

مشکلیں آسان فرما دیجئے
اے مرے مشکل کشا اچھے میاں

میری جھولی بھر دو دستِ فیض سے
حاضرِ در ہے گدا اچھے میاں

دم قدم کی خیر منگتا ہوں ترا
دم قدم کی خیر لا اچھے میاں

جاں بلب ہوں دردِ عصیاں سے حضور
جاں بلب کو دو شفا اچھے میاں

دشمنوں کی ہے چڑھائی الغیاث
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

نفسِ سرکشِ درپے آزار ہے
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

شام ہے نزدیک صحرا ہولناک
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

نزع کی تکلیف اغوائے عدو
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

وہ سوالِ قبر وہ شکلیں مہیب
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پرش اعمال اور مجھ سا اشم
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

بارِ عصیاں سر پہ رعشہ پاؤں میں
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

خالی ہاتھ آیا بھرے بازار میں
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

مجرم ناکارہ دیوانِ عدل
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پوچھتے ہیں کیا کہا تھا کیا
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پا شکستہ اور عبورِ نیل صراط
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

خائن و خاٹی سے لیتے ہیں حساب
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

بھول جاؤں نہ میں سیدھی راہ کو
میرے اچھے رہنا اچھے میاں

تم مجھے اپنا بنا لو بہرِ غوث
میں تمہارا ہو چکا اچھے میاں

کون دے مجھ کو مرادیں آپ دیں
میں ہوں کس کا آپ کا اچھے میاں

یہ گھٹائیں غم کی یہ روزِ سیاہ
مہر فرما مہ لقا اچھے میاں

احمدِ نوری کا صدقہ ہر جگہ
منہ اجالا ہو مرا اچھے میاں

آنکھ نیچی دونوں عالم میں نہ ہو
بول بولا ہو مرا اچھے میاں

میرے بھائی جن کو کہتے ہیں رضا
جو ہیں اس در کے گدا اچھے میاں

ان کی منہ مانگی مرادیں ہوں حصول
آپ فرمائیں عطا اچھے میاں

عمر بھر میں ان کے سایہ میں رہوں
اُن پہ سایہ آپ کا اچھے میاں

مجھ کو میرے بھائیوں کو حشر تک
ہو نہ غم کا سامنا اچھے میاں

مجھ پہ میرے بھائیوں پہ ہر گھڑی
ہو کرم سرکار کا اچھے میاں

مجھ سے میرے بھائیوں سے دور ہو
دکھ مرض ہر قسم کا اچھے میاں

میری میرے بھائیوں کی حاجتیں
فضل سے کیجئے رَوا اچھے میاں

پنجتن کا سایہ پانچوں پر رہے
اور ہو فضل خدا اچھے میاں

غوثِ اعظم قطبِ عالم کیلئے
رَد نہ ہو میری دعا اچھے میاں

ہم غلاموں کے جو ہیں لختِ جگر
خوش رہیں سب دائما اچھے میاں

سب عزیزوں سب قریبوں پر رہے
سایہ فضل و عطا اچھے میاں

ہو حسنِ سرکارِ والا کا حسن
کیجئے ایسی عطا اچھے میاں

دل میں ہو یاد تری یاد گوشہء تنہائی ہو

دل میں ہو یاد تری یاد گوشہء تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

خاکِ پامال غریباں کو نہ کیوں زندہ کرے
جس کے دامن میں بادِ مسیحا ہو

اُس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

تاج والوں کی یہ خواہش ہے کہ اُن کے در پر
ہم کو حاصل شرفِ ناصیہ فرسائی ہو

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

کیوں کریں بزمِ شبتانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

www.alahazratnetwork.org

خلعتِ مغفرت اس کے لئے رحمت لائے
جس نے خاکِ درِ شہ جائے کفن پائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو

ذکرِ خدام نہیں مجھ کو بتا دیں دشمن
کوئی نعمت بھی کسی اور سے گر پائی ہو

جب اٹھے دستِ اجل سے میری ہستی کا حجاب
کاش اس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

دیکھیں جاں بخشہ لب کو تو کہیں خضر و مسیح
کیوں مرے کوئی اگر ایسی مسیحا ہو

کبھی ایسا نہ ہوا اُن کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسن کی آنکھیں
اس کی نظروں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

اے راحت جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو

اے راحت جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو
کیوں خاک بسر صورتِ نقشِ کفِ پا ہو

ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہوا ہو
سایہ بھی تو ایک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے
اُس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

دل سب سے اٹھا کر جو پڑا ہو ترے در پر
اُفتادِ دو عالم سے تعلق اسے کیا ہو

اُس ہاتھ سے دل سوختہ جانوں کے ہرے کر
جس سے رطبِ سوختہ کی نشوونما ہو

ہر سانس سے نکلے گلِ فردوس کی خوشبو
گر عکسِ قلنِ دل میں وہ نقشِ کفِ پا ہو

اُس در کی طرف اس لئے میزاب کا مونہہ ہے
وہ قبلہ کونین ہے یہ قبلہ نما ہو

بے چین رکھے مجھ کو ترا دردِ محبت
مٹ جائے وہ دل پھر جسے ارمانِ دوا ہو

www.afahazratnetwork.org

یہ میری سمجھ میں کبھی آ ہی نہیں سکتا
ایمان مجھے پھیرے کو تو نے دیا ہو

اس گھر سے عیاں نورِ الہی ہو ہمیشہ
تم جس میں گھڑی بھر کیلئے جلوہ نما ہو

مقبول ہیں ابرو کے اشارے سے دعائیں
کب تیر کماندارِ نبوت کا خطا ہو

ہو سلسلہ الفت کا جسے زلفِ نبی سے
اُلجھے نہ کوئی کام نہ پابندِ بلا ہو

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل اُن پہ فدا جانِ حسن ان پہ فدا ہو

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانے کیا ہو

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ میرے گھر کا بھلا ہو

جس بات میں مشہور جہاں ہے لبِ عیسیٰ
اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو

ٹوٹے ہوئے دم جوش پہ طوفانِ معاصی
دامن نہ ملے اُن کا تو کیا جانے کیا ہو

یوں جھک کے ملے ہم سے کینوں سے وہ جس کو
اللہ نے اپنے ہی لئے خاص کیا ہو

مٹی نہ ہو برباد پس مرگِ الہی
جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو مرے سرکار سے کلڑا نہ ملا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا اُن کی جبیں پر
جو اُن کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

www.alahazratnetwork.org

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تکتا ہے
کچھ کام نہیں اس سے کہ برا ہو یا بھلا ہو

سو جاں سے گنہگار کا ہو زحمتِ عمل چاک
پردہ نہ کھلے گر ترے دامن سے بندھا ہو

ابرار نکوکار خدا کے ہیں خدا کے
اُن کا ہے وہ اُن کا ہے بد ہو یا بُرا ہو

اے نفسِ انھیں رنج دیا اپنی بدی سے
کیا قہر کیا تو نے ارے تیرا بُرا ہو

اللہ یونہی عمر گزر جائے گدا کی
سر خم ہو درِ پاک پر اور ہاتھ اٹھا ہو

شبابِ حسن اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کر آئینہ ایماں کی جلا ہو

دل درِ بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو

دل درِ بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینہ پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ روادارِ صدا ہو
جو بھیک کے لئے راہِ گدا میں دیکھ رہا ہو

گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہمسایہِ رحمت ہے ترا سایہِ دیوار
رُتبہ سے تنزل کرے تو ظلِ ہما ہو

موقوف نہیں صبحِ قیامت ہی پہ عرض
جب آنکھ کھلے سامنے تو جلوہ نما ہو

دے اُس کو دمِ نزع اگر حور بھی ساغر
منہ پھیر لے جو تشنہ دیدار ترا ہو

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا
جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گما ہو

دیکھا انہیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد سے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

www.alahazratnetwork.org

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

دیراں ہوں جب آبادِ مکاں صبحِ قیامت
اُجڑا ہوا دل آپ کے جلوؤں سے بسا ہو

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

جب دینے کو بھیک آئے سر کوئے گدایاں
لب پر یہ دعا تھی میرے منگتے کا بھلا ہو

جھک کر انہیں ملنا ہے ہر اک خاک نشیں سے
کس واسطے نیچا نہ وہ دامانِ قبا ہو

تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت
ہے ترکِ ادب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو

دے ڈالئے اپنے لب جاں بخش کا صدقہ
اے چارہٴ دلِ درِ حسن کی بھی دوا ہو

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
 کہ سب جنتیں ہے نثارِ مدینہ
 مبارک رہے عندلیبو تسمیں گل
 ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
 بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا
 بیاں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ
 مری خاک یا رب نہ برباد جائے
 پس مرگ کر دے غبارِ مدینہ
 ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
 شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ
 رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے
 مرا دل بنے یادگارِ مدینہ
 دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا
 ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ
 بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم
 گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ
 مرا دل بلبلِ بے نوا دے
 خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
 وہی ہیں حسن افتخارِ مدینہ

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے میں

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے میں
اٹھا لیجئے تھوڑی خاک اُن کے آستانے کی

تمہارے دَر کے نکلڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

شبِ اسرئی کے دولہا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

نہ کیوں ان کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے

تمہارے تو وہ احساں اور یہ نافرمانیاں اپنی
ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو منہ دکھانے سے

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

زمیں تھوڑی سی دیدے بہرِ مدفن اپنے کوچہ میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

www.alahazratnetwork.org

پلتتا ہے جو زائر اُس سے کہتا ہے نصیب اس کا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

بلا لو اپنے دَر پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو
پھریں کب تک ذلیل خوار دَر دَر بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے اُن کے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسنِ کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

مبارک ہو وہ شہ پرده سے باہر آنے والا ہے

مبارک ہو وہ شہ پرده سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذروں کو دو مہرِ منور آنے والا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائینگے
کہ سلطانِ جہاں محتاجِ پرور آنے والا ہے

کہو پروانوں سے شمعِ ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنے والا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارا دل
کہ وہ فریادِ رسِ نیکس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مددِ نیکس کا یاور آنے والا ہے

بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیگی پوری
کہ وہ مختارِ کل عالم کا سرور آنے والا ہے

مبارک درد مندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دلِ شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

www.alahazratnetwork.org

گہنگاروں نہ ہو مایوس تم اپنی رہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے

جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوہء عارض
کہ وہ ماہِ دل آرا اب زمیں پر آنے والا ہے

کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو
کہ اب فرمانروائے ہفت کشور آنے والا ہے

سلاطینِ زمانہ جس کے در پر بھیک مانگیں گے
فقیروں کو مبارک وہ تو نگر آنے والا ہے

یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہی نوشاہِ باصد شوکتِ وفر آنے والا ہے

وہ آتا ہے کہ جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے

نہ کیوں ذروں کو ہو فرحت کہ چکا اخترِ قسمت
سحر ہوتے ہے خورشیدِ منور آنے والا ہے

حسنِ کہدیں اٹھیں سب امتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیہر آنے والا ہے

جائیگی ہنستی ہوئی خُلد میں امت اُن کی

جائیگی ہنستی ہوئی خُلد میں امت اُن کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت اُن کی

ابھی پھٹتے ہیں جگر ہم سے گنہگاروں کے
ٹوٹے دل کا جو سہارا نہو رحمت اُن کی

دیکھ آنکھیں نہ دکھا مہر قیامت ہم کو
جن کے سایہ میں ہم ہیں دیکھی ہے صورت اُن کی

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ پہ کچھ نہیں موقوف
جس نے جو پایا ہے پایا ہے بدولت اُن کی

ان کا کہنا نہ کریں جب بھی وہ ہم کو چاہیں
سرکشی اپنی تو یہ اور وہ چاہت اُن کی

پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائیگی قیامت میں شفاعت اُن کی

حشر میں ہم سے گنہگار پریشاں خاطر
عفوِ رحمن و رحیم اور شفاعت اُن کی

خاکِ در تیری جو چہروں پہ ملتے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

www.alahazratnetwork.org

عاصیو کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

جلوۃِ شانِ الہی کی بہاریں دیکھو
قدرا الحق کی ہے شرح زیارت اُن کی

باغِ جنت میں چلے جائیں گے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
ساری دنیا سے نرالی ہے عادت اُن کی

ہم ہوں اور ان کی گلی خلد میں واعظ ہی رہیں
اے حسن ان کو مبارک رہے جنت اُن کی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی
آپ اپنے پہ قیامت کر لی

میں چلا ہی تھا مجھے روک لیا
مرے اللہ نے رحمت کر لی

ذکر شہ سن کے ہوئے بزمِ محو
ہم نے جلوت میں بھی خلوت کر لی

نارِ دوزخ سے بچایا مجھ کو
مرے پیارے بڑی رحمت کر لی

بال بیکا نہ ہوا پھر اس کا
آپ نے جس کی حمایت کر لی

رکھ دیا سر قدمِ جاناں پر
اپنے بچنے کی یہ صورت کر لی

نعمتیں ہم کو کھلائیں اور آپ
جو کی روٹی پہ قناعت کر لی

اُس سے فردوس کی صورت پوچھو
جس نے طیبہ کی زیارت کر لی

www.alahazratnetwork.org

شانِ رحمت کے تصدق جاؤں
مجھ سے عاصی کی حمایت کر لی

فاقدِ مستوں کو شکمِ سیر کیا
آپ فاقہ پہ قناعت کر لی

اے حسنِ کام کا کچھ کام کیا
یا یوہیں ختم پہ رخصت کر لی

کیا خداداد آپ کی امداد ہے

کیا خداداد آپ کی امداد ہے
اک نظر میں شاد ہر ناشاد ہے

مصطفیٰؐ تو برسرِ امداد ہے
عفو تو کہہ کیا ترا ارشاد ہے

بن پڑی ہے نفس کافر کیش کی
کھیل بگڑا لو خبر فریاد ہے

اس قدر ہم ان کو بھولے ہائے ہائے
ہر گھڑی جن کو ہماری یاد ہے

نفسِ امارہ کے ہاتھوں اے حضور
داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

پھر چلی بادِ مخالف لو خبر
ناؤ پھر چکرا گئی فریاد ہے

کھیل بگڑا ناؤ ٹوٹی میں چلا
اے مرے والی بچا فریاد ہے

رات اندھیری میں اکیلا یہ گھٹا
اے قمر ہو جلوہ گر فریاد ہے

www.alahazratnetwork.org

عہد جو ان سے کیا روزِ الست
کیوں دلِ غافل تجھے کچھ یاد ہے

میں ہوں میں ہوں اپنی امت کے لئے
کیا ہی پیارا پیارا یہ ارشاد ہے

وہ شفاعت کو چلے ہیں پیشِ حق
عاصیو تم کو مبارکباد ہے

کون سے دل میں نہیں یاد حبیب
قلبِ مومن مصطفیٰؐ آباد ہے

جسکو اس در کی غلامی مل گئی
وہ غمِ کونین سے آزاد ہے

جن کے ہم بند وہی ٹھہرے شفیع
پھر دلِ بیتاب ناشاد ہے

ان کے در پر گر کر پھر اٹھا نہ جائے
جان و دلِ قربان کیا افتاد ہے

یہ عبادت زاہدو بے حظِ دوست
مفت کی محنت ہے سب برباد ہے

ہم صفیروں سے ملیں کیونکر حسن
سخت دل اور سنگدل صیاد ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے
جو یہاں کی خاک ہے اکسیر ہے

کام جو اُن سے ہوا پورا ہوا
اُن کی جو تدبیر ہے تقدیر ہے

جس سے باتیں کی انہیں کا ہو گیا
واہ کیا تقریر پُر تاثیر ہے

جو لگائے آنکھ میں محبوب ہو
خاکِ طیبہ سرمہءِ تنخیر ہے

صدرِ اقدس ہے خزانہ راز کا
سینہ کی تحریر میں تحریر ہے

ذرہ ذرہ سے ہے طالعِ نورِ شاہ
آفتابِ حُسن عالمگیر ہے

لطف کی بارش ہے سب شاداب ہیں
اُبرِ جوہِ شاہ عالمگیر ہے

مجرمو اُن کی قدموں پہ لوٹ جاؤ
بس رہائی کی یہی تدبیر ہے

www.alahazratnetwork.org

یا نبی مشکل کشائی کیجئے
بندۂ در بیدل و دل گیر ہے

وہ سراپا لطف ہیں شانِ خدا
وہ سراپا نور کی تصویر ہے

کان ہیں کانِ کرم جانِ کرم
آنکھ ہے یا چشمہ تنویر ہے

جانے والے چل دیئے ہم رہ گئے
اپنی اپنی اے حسنِ تقدیر ہے

نہ ہو مایوس میرے دکھ درد والے

نہ ہو مایوس میرے دکھ درد والے
دردِ شہ پہ آہر درد کی دوا لے

جو بیمار غم لے رہا ہو سنبھالے
وہ چاہے تو دم بھر میں اس کو سنبھالے

نہ کر اس طرح دل زار نالے
وہ ہیں سب کی فریاد کو سننے والے

کوئی دم میں اب ڈوبتا ہے سفینہ
خدارا خبر میری اے ناخدا لے

سفر کر خیالِ رُخِ شہ میں اے جاں
مسافر نکل جا اُجالے اُجالے

تہی دست و سوادے بازارِ محشر
میری لاج رکھ لے مرے تاج والے

زہے شوکتِ آستانِ معلّے
یہاں سر جھکاتے ہیں سبھی تاج والے

سوا تیرے اے ناخداے غریباں
وہ ہے کون جو ڈوبتوں کو نکالے

یہی عرض کرتے ہیں شیرانِ عالم
کہ تو اپنے کتوں کا کتا بنالے

جسے اپنی مشکل ہو آسان کرنی
فقیرانِ طیبہ سے آ کر دعا لے

خدا کا کرم دیکھیری کو آئے
تیرا نام لے لیں اگر گرنے والے

دردِ شہ پر اے دل مرادیں ملیں گی
یہاں بیٹھ کر ہاتھ سب سے اٹھالے

گھرا ہوں میں عصیاں کی تاریکیوں میں
خبر میری اے میرے بدرالدجّے لے

فقیروں کو ملتا ہے بے مانگے سب کچھ
یہاں جانتے ہی نہیں ٹالے بالے

لگائے ہیں پیوند کپڑوں میں اپنے
اُڑھائے فقیروں کو تم نے دوشالے

مٹا کفر کو دیں چمکا دے اپنے
بنیں مسجدیں ٹوٹ جائیں شوالے

جو پیش صنم سر جھکاتے تھے اپنے
بنے تیری رحمت سے اللہ والے

بر حسن کن
آشفتهِ حالے

نگاہِ زچشمِ کرم
بکویتِ رسیدست

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے
کہ آج رُک رُک کے خون دل کچھ مری مڑہ سے ٹپک رہا ہے

لیا نہ جس نے اُن کا صدقہ ملا نہ ہو جس کو اُن کا باڑا
نہ کوئی ایسا بشر ہے باقی نہ کوئی ایسا ملک رہا ہے

کیا حق نے کریم تم کو ادھر بھی لُٹہ نگاہ کر لو
کہ دیر سے بیٹا تمہارا تمہارے ہاتھوں کو تک رہا ہے

ہے کس کے گیسوئے مشک بو کی شمیم عنبرفشانوں پر
کہ جائے نغمہ صیفر بلبل سے مشک اذفر ٹپک رہا ہے

یہ کس کے روئے کلو کے جلوے زمانے کو کر رہے ہیں روشن
یہ کس کے گیسوئے مشک بو سے مشامِ عالم مہک رہا ہے

www.alahazratnetwork.org

حسنِ عجب کیا جو ان کے رنگِ بلخ کی تہ ہے پیرہن پر
کہ رنگِ پُر نور مہر گردوں کئی فلک سے چمک رہا ہے

مرادیں مل رہی ہیں شادشادان کا سوالی ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد ان کا سوالی ہے
لبوں پہ التجا ہے ہاتھ میں روضے کی جالی ہے

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

بشر ہو یا ملک جو ہے ترے در کا سوالی ہے
تری سرکار والا ہے ترا دربارِ عالی ہے

وہ جگ داتا ہو تم سنسارِ باڑے کا سوالی ہے
دیا کرنا کے اس منگتے نے بھی گدڑی بچھالی ہے

مغور دل نہیں فیضِ قدومِ شہ سے روضہ ہے
مشکِ سینہ عاشق نہیں روضہ کی جالی ہے

تمھارا قامتِ یکتا ہے اکا بزمِ وحدت کا
تمھاری ذاتِ بے ہمتا مثالِ بے مثالی ہے

فروغِ اخترِ بدرِ آفتابِ جلوۂ عارض
ضیائے طالعِ بدرِ اُن کا ابروئے ہلالی ہے

وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
کہ تو اللہ والا ہے ترا اللہ والی ہے

www.alahazratnetwork.org

سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
اشارے نے ترے ابرو کے آئی موت ٹالی ہے

نگہ نے تیر زحمت کے دلِ اُمت سے کھینچے ہیں
مڑہ نے پھانسِ حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے

فقیروں بے نواؤ اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکارِ عالی ہے

تجھی کو خلعتِ یکتائی عالم ملا حق سے
ترے ہی جسم پہ موزوں قبائے بے مثالی ہے

نکالا کب کسی کو بزمِ فیضِ عام سے تم نے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے

بڑھے کیونگر نہ پھر شکلِ اسلام کی رونق
ہلالِ آسمانِ دیں تری تیغِ ہلالی ہے

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

اتر سکتی نہیں تصویر بھی حسنِ سراپا کی
کچھ اس درجہ ترقی پر تمھاری ہم مثالی ہے

نہیں محشر میں جس کو دسترس آقا کے دامن تک
بھرے بازار میں اس بیٹوا کا ہاتھ خالی ہے

نہ کیوں ہو اتحادِ منزلت مکہ مدینہ میں
وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے

شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے
نبی والی ہی کے صدقے وہ اللہ والی ہے

وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولے
میں اُن کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے

پکار اے جانِ عیسیٰ سُن لو اپنے خستہ حالوں کی
مرض نے درد مندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے

مرادوں سے تمہیں دامن بھرو گے نامرادوں کے
غریبوں بیکسوں کا اور پیارے کون والی ہے

ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر
بگڑ کر مری حالت نے مری بگڑی بنا لی ہے

تمہارے در تمہارے آستان سے میں کہاں جاؤں
نہ کوئی مجھ سا بیکس ہے نہ کوئی تم سا والی ہے

حسن کا درد دکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمہارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

www.alahazratnetwork.org

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی

چمک کر یہ کہتی ہے طلعت کسی کی
کہ دیدارِ حق ہے زیارت کسی کی

عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی
ہمیں کیا خدا کو ہے الفت کسی کی

کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہو گی
خدا کو ہے جتنی محبت کسی کی

رہے دل کسی کی محبت میں ہر دم
رہے دل میں ہر دم محبت کسی کی

خدا کا دیا ہے ترے پاس سب کچھ
ترے ہوتے کیا ہم کو حاجت کسی کی

نہ پہنچیں کہیں عقل کل کے فرشتے
خدا جانتا ہے حقیقت کسی کی

قمر اک اشارہ میں دو ٹکڑے دیکھا
زمانہ پہ روشن ہے طاقت کسی کی

مصیبت زدو شاد ہو تم کہ اُن سے
نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی

ہم ایسے گنہگار ہیں زہد والو
ہماری مدد پر ہے رحمت کسی کی

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی
بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کے

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی
نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کے

ابھی پار ہوں ڈوبنے والے بیڑے
سہارا لگا دے جو رحمت کسی کی

دمِ حشرِ عاصی مزے لے رہے ہیں
شفاعت کسی کی ہے رحمت کسی کی

ترا قبضہ کونین و مافیہا سب پر
ہوئی ہے نہ ہو یوں حکومت کسی کی

زمانہ کی دولت نہیں پاس پھر بھی
زمانہ میں بٹی ہے دولت کسی کی

ہمارا بھروسہ ہمارا سہارا
شفاعت کسی کی حمایت کسی کی

ہمیں ہیں کسی کی شفاعت کی خاطر
ہماری ہی خاطر شفاعت کسی کی

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار اُن کے
نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی

مدینہ کا جنگل ہو اور ہم ہوں زاہد
نہیں چاہیے ہم کو جنت کسی کی

ہزاروں ہوں خورشید محشر تو کیا غم
یہاں سایہ گستر ہے رحمت کسی کی

وہی سب کا مالک انہیں کا ہے سب کچھ
نہ عاصی کسی کے نہ جنت کسی کی

اُترنے لگے مَازَمِیْتِ یَدِ اللہ
چڑھی ایسی زوروں پہ طاقت کسی کی

فَراضِیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

خدا سے دعا ہے کہ ہنگامِ رخصت
زبانِ حسن پر ہو مدحت کسی کی

بھرے جائینگے خلد میں اہل عصیاں
نہ جائے گی خالی شفاعت کسی کی

رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ پر تصدیق
سب اونچوں سے اونچی ہے رفعت کسی کی

گداخوش ہوں خیرِ رُکَّ کی صدا ہے
کہ دنِ دونی بڑھتی ہے دولت کسی کی

جان سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے

جان سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے
صدقے جاؤں میں تری انجمنِ آرائی کے

بزمِ آرا ہوں اُجالے تری زیبائی کے
کب سے مشتاق ہیں آئینے خود آرائی کے

ہو غبارِ درِ محبوب کہ گردِ رہ دوست
جزوِ اعظم ہیں یہی سرمہِ پینائی کے

خاک ہو جائے اگر تری تمناؤں میں
کیوں ملیں خاک میں ارمانِ تمنائی کے

ورفعنا لک ذکرک کے چمکتے خورشید
لامکاں تک ہیں اُجالے تیری زیبائی کے

دلِ مشتاق میں ارمانِ لقا آنکھیں بند
قابلی دید ہیں اندازِ تمنائی کے

لپ جاں بخش کی کیا بات ہے سبحان اللہ
تم نے زندہ کئے اعجازِ مسیحا کے

اپنے دامن میں چھپائے وہ مرے عیبوں کو
اے زے بختِ میری ذلت و رسوائی کے

www.alahazratnetwork.org

دیکھنے والے خدا کے ہیں خدا شاہد ہے
دیکھنے والے ترے جلوہء زیبائی کے

جب غبارِ رہِ محبوب نے عزتِ بخشی
آئینے صاف ہوئے عینکِ زیبائی کے

بار سر پر ہے نقاہت سے گرا جاتا ہوں
صدقے جاؤں ترے بازو کی توانائی کے

عالمِ الغیب نے ہر غیب سے آگاہ کیا
صدقے اس شان کی دانائی و پینائی کے

دیکھنے والے تم ہو رات کی تاریکی میں
کان میں سمع کے اور آنکھ میں پینائی کے

غیبی نطفے ہیں وہ بے علم جنم کے اندھے
جن کو انکار ہیں اس علم و شناسائی کے

اے حسنِ کعبہ ہی افضل سہی اس در سے مگر
ہم تو خوگر ہیں یہاں ناصیہ فرسائی کے

پردے جس وقت اٹھیں جلوۂ زیبائی کے

پردے جس وقت اٹھیں جلوۂ زیبائی کے
وہ نگہبان رہیں چشمِ تمنائی کے

دھوم ہے فرش سے تا عرش تری شوکت کی
خطبے ہوتے ہیں جہانبانی و دارائی کے

حُسنِ رنگینی و طلعت سے تمہارے جلوے
گل و آئینہ بنے محفل و زیبائی کے

ذرۂ دشتِ مدینہ کی ضیا مہر کرے
اچھی ساعت سے پھریں دن شبِ تنہائی کے

پیار سے لے لئے آغوش میں سرِ رحمت نے
پائے انعام ترے در کی جبیں سائی کے

لاشِ احباب اسی در پر پڑی رہنے دیں
کچھ تو ارمان نکل جائیں جبیں سائی کے

جلوۂ گر ہو جو کبھی چشمِ تمنائی میں
پردے آنکھوں کے ہوں پردے تیری زیبائی کے

خاکِ پامال ہماری بھی پڑی ہے سرِ راہ
صدقے اے روحِ رواں تیری مسیحتی کے

www.alahazratnetwork.org

کیوں نہ وہ توٹے دلوں کے کھنڈر آباد کریں
کہ دکھاتے ہیں کمالِ انجمنِ آرائی کے

زینتوں سے ہیں حسینانِ جہاں کی زینت
رہنمیں پاتی ہیں صدقے تری زیبائی کے

نامِ آقا ہوا جو لب سے غلاموں کے بلند
بالا بالا گئے غمِ آفتِ بالائی کے

عرش پہ کعبہ و فردوس و دلِ مومن میں
شمعِ افروز ہیں اِکے تیری یکتائی کے

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہانہ مزاج
اُس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے

اپنے ذروں کے سیہ خانوں کو روشن کر دو
مہر ہو تم فلکِ انجمنِ آرائی کے

پورے سرکار سے چھوٹے بڑے ارمان ہو سب
اے حسنِ میرے مرے چھوٹے بڑے بھائی کے

دمِ اضطرابِ مجھ کو جو خیالِ یار آئے

تری وحشتوں سے اے دل مجھے کیوں نہ عار آئے
تو انہیں سے دور بھاگے جنہیں تجھ پہ پیار آئے

مجھے نزعِ چین بخشے مجھے موتِ زندگی دے
وہ اگر میرے سرہانے دمِ احتضار آئے

کھلیں پھولِ اسمین کے کھلیں بخت اس چمن کے
مرے گل پہ صدقے ہو کے جو کبھی بہار آئے

مجھے کیا الم ہو غم کا مجھے کیا ہو غم الم کا
کہ علاجِ غم الم کا میرے غمگسار آئے

جو چمن بنائے بن کو جو جناں کرے چمن کو
مرے باغ میں الٰہی کبھی وہ بہار آئے

ترے صدقے جائے شاہا یہ ترا ذلیل منگتا
ترے در پہ بھیک لینے سبھی شہرِ یار آئے

نہ رک اے ذلیل و رسوا درِ شہریار پر آ
کہ یہ وہ نہیں ہیں حاشا جنہیں تجھ سے عار آئے

گلِ خلد لے کے زاہد تمہیں خارِ طیبہ دے دوں
مرے پھولِ مجھ کو دیجے بڑے ہوشیار آئے

ترے صدقے تیرا صدقہ ہے وہ شاندار صدقہ
وہ وقار لے کے جائے جو ذلیل و خوار آئے

دمِ اضطرابِ مجھ کو جو خیالِ یار آئے
مرے دل میں چین آئے تو اُسے قرار آئے

مرے دل کو دردِ الفت وہ سکون دے الٰہی
میری بیقرار یوں کو نہ کبھی قرار آئے

سببِ وفورِ رحمتِ میری بے زبانیاں ہیں
نہ فغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے

نہ حبیب سے محبت کا کہیں ایسا دیکھا پیار
وہ بنے خدا کا پیارا تمہیں جس پہ پیار آئے

جو امیر و بادشاہ ہیں اسی در کے سبب گدا ہیں
تمہیں شہرِ یار آئے تمہیں تاجدار آئے

یہ کریم ہیں وہ سرور کہ لکھا ہوا ہے در پر
جسے لینے ہوں دو عالم وہ امیدوار آئے

چمک اٹھے خاک تیرہ بنے مہر ذرہ ذرہ
مرے چاند کی سواری جو سر مزار آئے

تری رحمتوں سے کم ہیں مرے جرم اس سے زائد
نہ مجھے حساب آئے نہ مجھے شمار آئے

بنے ذرہ ذرہ گلشن کو ہو خار خار گلبن
جو ہمارے اُجڑے بن میں کبھی وہ نگار آئے

ترے در کے ہیں بھکاری ملے خیر دمِ قدم کی
ترا نام سن کے داتا ہم امیدوار آئے

حسن ان کا نام لیکر تو پکار دیکھ غم میں
کہ وہ نہیں غافل پس انتظار آئے

تم ہو حسرت نکالنے والے

تم ہو حسرت نکالنے والے
 نامرادوں کے پالنے والے
 میرے دشمن کو غم ہو بگڑی کا
 آپ ہیں جب سنبھالنے والے
 لبِ جاں بخش سے جلا دل کو
 جان مردے میں ڈالنے والے
 دستِ اقدس بجھا دے پیاس میری
 میرے چشمے اُبالنے والے
 ہیں ترے آستاں کے خاک نشیں
 تخت پر خاک ڈالنے والے
 بھیک دے بھیک اپنے منگتا کو
 اے غریبوں کے پالنے والے
 اُن کا بچپن بھی ہے جہاں پرور
 کہ وہ جب بھی تھے پالنے والے
 خاکِ طیبہ میں بے نشان ہو جا
 ارے او نام اچھالنے والے
 زنگ سے پاک صاف کر دل کو
 اندھے شیشے اُجالنے والے
 خارِ غم کا حسن کو کھٹکا ہے
 دل سے کانٹا نکالنے والے

دونوں عالم کے سب ارمان نکالے تو نے
نکلی اس شانِ کرم پر بھی نہ حسرت تیری

چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں
غم کے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے اُن کا تو حسن تیری ہے جنت تیری

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے

اُن کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
اُن کے ابرو نہیں دو قلوب کی یکجائی ہے

سر بالیں انھیں رحمت کی گھٹا لائی ہے
حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حسن و جمال
اے حسین تیری ادا اُس کی پسند آئی ہے

جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

تیرے قدموں کا تھمک پد بیضائے کلیم
تیرے ہاتھوں کا دیا فضل مسجائی ہے

آپ آئے تو منور ہوئی اندھی آنکھیں
آپ کی خاکِ قدم سُرمدہ بینائی ہے

جان دی تو نے مسجا و مسجائی کو
تو ہی تو جانِ مسجا و مسجائی ہے

باغِ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا
اک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے

ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑ پڑے ہیں منگتا
میرے داتا کی سواری سرِ حشر آئی ہے

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے
کیا مدینہ پہ فدا ہو کہ بہار آئی ہے

سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے
ناخنوں میں ترے اعجازِ مسجائی ہے

جانِ گفتار تو رفتار ہوئی روحِ رواں
دمِ قدم سے ترے اعجازِ مسجائی ہے

تیرے جلوؤں میں یہ عالم ہے کہ چشمِ عالم
تابِ دیدار نہیں پھر بھی تماشائی ہے

سر سے پا تک تری صورت پہ تصدق ہے جمال
اُس کو موزونۂ اعضا پسند آئی ہے

دردِ دل کس کو سناؤں میں تمھارے ہوتے
بیکسو کی اسی سرکار میں سنوائی ہے

ناتوانی کا الم ہم ضعفاً کو کیا ہو
ہاتھ پکڑے ہوئے مولا کی توانائی ہے

چشمِ بے خواب کے صدقے میں ہیں بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

کھیت سر سبز ہوئے پھول کھلے میل دھلے
اور پھر فضل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

نامیدو تمہیں مژدہ کہ خدا کی رحمت
انہیں محشر میں تمہارے ہی لئے لائی ہے

فرش سے عرش تک اک دھوم ہے اللہ اللہ
اور ابھی سینکڑوں پردوں میں وہ زیبائی ہے

اے حسنِ حُسنِ جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرے ذرے سے عیاں جلوہء زیبائی ہے

حاضریءِ حرمین طیبین

حضورِ کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے
بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ قابلِ مونہہ دکھانے کے
مگر ان کا کرم ذرہ نواز و بندہ پرور ہے

خبر کیا ہے بھکاری کیا کیا نعمتیں پائیں
یہ اونچا گھر ہے اس کی بھیک اندازہ سے باہر ہے

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانہ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگِ اسود کا
ہمارا مونہہ اور اس قابلِ عطائے ربِ اکبر ہے

جو بیت سے رکے مجرم تو رحمت نے کہا بڑھکر
چلے آؤ چلے آؤ یہ گھرِ رحمن کا گھر ہے

مقامِ حضرتِ خلتِ پدساں مہرباں پایا
کلیجہ سے لگانے کو حطیمِ آغوشِ مادر ہے

لگاتا ہے کوئی غلافِ پاک چشمِ پُرم سے
لیٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصلِ دلبر ہے

www.atahazratnetwork.org

وطن اور اس کا تزکہ صدقے اس شامِ غربی پر
کہ نورِ رکنِ شامی روکشِ صبحِ منور ہے

ہوئے ایمان تازہ بوسہءِ رکنِ یمانی سے
فدا ہو جاؤں یمن و ایمینی کا پاک منظر ہے

یہ زمزم اُس لئے ہے جس لئے اس کو پئے کوئی
اسی زمزم میں جنت ہے اسی زمزم میں کوثر

شفا کیوں کر نہ پائیں نیم جاں زہرِ معاصی سے
کہ نظارہ عراقی رکن کا تریاقِ اکبر ہے

صفائے قلب کے جلوے عیاں ہیں سعیِ معنی سے
یہاں کی بے قراری بھی سکونِ جانِ مضطر ہے

ہوا ہے پیر کا حجِ پیر نے جن سے شرف پایا
انہیں کے فضل سے دن جمعہ کا ہر دن سے بہتر ہے

نہیں کچھ جمعہ پر موقوفِ افضال و کرم ان کا
جو وہ مقبول فرمائیں تو ہر حجِ حجِ اکبر ہے

حسنِ حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گلِ آرائشوں پر ہے

قریب طیبہ بخشنے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
مرا دل ہے مدینہ میں مدینہ دل کے اندر ہے

ارے اوسونے والے دل ارے سونے والے دل
سحر ہے جاگ غافل دیکھ تو عالم منور ہے

تعالیٰ اللہ یہ شادابی یہ رنگینی تعالیٰ اللہ
بہارِ ہشت جنت دشتِ طیبہ پر نچھاور ہے

منور چم زائر ہے جمالِ عرشِ اعظم سے
نظر میں سبزِ قبہ کی تجلی جلوہ گستر ہے

محرم کی نویں تاریخ بارہ منزلیں کر کے
وہاں پہنچے وہ گھر دیکھا جو گھر اللہ کا گھر ہے

ہزاروں بے نواؤں کے ہیں جگ مگھٹ آستانہ پر
طلبِ دل میں صدائے یا رسول اللہ لب پر ہے

خدا ہے اس کا مالک یہ خدائی بھر کا مالک ہے
خدا ہے اس کا مولیٰ یہ خدائی بھر کا سرور ہے

عطا کے ساتھ ہے مختارِ رحمت کے خزانوں کا
خدائی پر ہے قابو بس خدا ہی اس سے باہر ہے

کوئی لپٹا ہے فرطِ شوق میں روضے کی جالی سے
کوئی گردن جھکائے رعب سے با دیدہ تر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گلِ آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے

ملائک سر جہاں اپنا جھجکتے ڈرتے رکھتے ہیں
قدم اُن کے گنہگاروں کا ایسی سر زمیں پر ہے

سہانی طرز کی طلعتِ نرالی رنگ کی نکلت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُ نور منظر ہے

ہوائیں آ رہی ہیں کوچہ پُ نور جاناں کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں تازگی دل کو میسر ہے

یہ رفعت درگہ عرشِ آستاں کے قرب سے پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے وہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے

لکھا ہے خامہ رحمت نے در پر خطِ قدرت سے
جسے یہ آستانہ مل گیا سب کچھ میسر ہے

زمانہ اس کے قابو میں زمانے والے قابو میں
یہ ہر دفتر کا حاکم ہے یہ ہر حاکم کا افسر ہے

کرم کے جوش ہیں بزل و نعم کے دور دورے ہیں
عطائے بانوا ہر بے نوا سے شیر و شکر ہے

کوئی مشغولِ عرضِ حال ہے یوں شادماں ہو کر
کہ یہ سب سے بڑی سرکار ہے تقدیرِ یاور ہے

کمینہ بندہ مدد عرض کرتا ہے حضوری میں
جو موروثی یہاں کا مدح گستر ہے ثنا گر ہے

ذیلیوں کی تو کیا گنتی سلاطینِ زمانہ کو
تری سرکار عالی ہے ترا دربار برتر ہے

مطاف و کعبہ کا عالم دکھایا تو نے طیبہ میں
ترا گھر بیچ میں چاروں طرف اللہ کا گھر ہے

غم و افسوس کا دافع اشارہ پیاری آنکھوں کا
دل مایوس کی حامی نگاہ بندہ پرور ہے

رکھوں میں حاضری کی شرم ان اعمال پر کیونکر
سرے امکان سے باہر مری قدرت سے باہر ہے

مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں ایسی باتیں کرتا ہوں
یہاں بھی یاس و محرومی یہ کیونکر ہو یہ کیونکر ہے

تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو
کہ یہ درگاہِ والا رحمتِ خالص کا منظر ہے

مبارک ہو حسن سب آرزوئیں ہو گئیں پوری
اب ان کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے

تری رحمت کے صدقے یہ تری رحمت کا صدقہ تھا
کہ ان ناپاک آنکھوں کو یہ نظارہ میسر ہے

تری دولت تری ثروت تری شوکت جلالت کا
نہ ہے کوئی زمیں پر اور نہ کوئی آسماں پر ہے

تجلی پر تری صدقے ہے مہر و ماہ کی تابش
سینے پر ترے قربان روح مشک و عنبر ہے

جو سب اچھوں میں اچھا جو ہر بہتر سے بہتر ہے
ترے صدقے سے اچھا ہے ترے صدقے میں بہتر ہے

اگر شانِ کرم کو لاج ہو میرے بلانے کی
تو میری حاضری دونوں جہاں میں میری یاد ہے

بلا کر اپنے کتے کو نہ دیں چکار کر نکلوا
پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے

ذکر شہادت

بہاروں پر ہیں آج آرائش گلزار جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی

کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلوا ری جراحات کی
فضا ہر زخم کی دامن سے وابستہ ہے جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں اُمت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ محبت کی

شہیدِ ناز کی تفریحِ زخموں سے نہ کیونکر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی

کرم والوں نے در کھولا تو رحمت نے سماں باندھا
کمر باندھی تو قسمت کھول دی فضلِ شہادت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمین سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی

زمین کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا
جی ہے انجمنِ روشن ہیں شمعیں نور و ظلمت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونکدیں اپنے فدائی کو
یہ وہ شمعیں نہیں رو کر کو جو کائیں راتِ آفت کی

www.ayahazratnetwork.org

یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جان تازہ پائیں پروانے
یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گزاریں شبِ مصیبت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منور ہو
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے روح ہو کافورِ ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر
کہ بزمِ گلرِ خاں میں لے بلائیں کس کی صورت کی

جدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتے ہیں
ہوئی ہے کربلا میں گرمِ مجلسِ وصل و فرقت کی

اسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھوں کی نگاہیں ہیں
اسی عالم کو آنکھیں تک رہی ہیں ساری خلقت کی

ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ تیماں پے
بجائے فرشِ آنکھیں بچھ گئیں اہلِ بصیرت کی

ہوائے یار نے پٹھے بنائے پر فرشتوں کے
سنیلیں رکھی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی

ادھر افلاک سے لائے فرشتے ہارِ رحمت کے
ادھر ساغر لے حوریں چلی آتی ہیں جنت کی

سجے ہیں زخم کے پھولوں سے وہ رنگین گلدستے
بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے روحِ جنت کی

ہوائیں گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہیں
نزالیِ عطر میں ڈوبی ہوئی ہے روحِ نکبت کی

دل پڑ سوز کے سلگے اگر سوزِ ایسی کثرت سے
کہ پھنپی عرش و طیبہ تک لپٹ سوزِ محبت کی

ادھر چلمن اٹھی حسنِ ازل کے پاک جلوؤں سے
ادھر چمکی تجلی بدر تابانِ رسالت کی

گھٹائیں مصطفیٰ کے چاند پر گھر گھر کر آتی ہیں
سیہ کارانِ امت تیرہ بخانِ شقاوت کی

اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
مٹا دی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

کہا یہ بوسہ دے کر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
بہادر آج سے کھائیں گے قسمیں اس شجاعت کی

نہ ہوتے گر حسین ابن علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی

شہیدِ ناز رکھ دیتا ہے گردنِ آبِ نخبِ پر
جو موجیں باڑ پر آجاتی ہیں دریائے الفت کی

سر بے تن تن آسانی کو شہرِ طیبہ میں پہنچا
تن بے سر کو سرداری ملی ملکِ شہادت کی

زمینِ کربلا پر آج ایسا حشر برپا ہے
کہ کھنچ کھنچ کی مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی

یہ کسکے خون کے پیاسے ہیں اُسکے خون کے پیاسے
بچھے گی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی

مگر شیرِ خدا کا شیر جب بھرا غضب آیا
مَدے ٹوٹے نظر آنے لگی صورتِ ہزیمت کی

تصدق ہو گئی جانِ شجاعت سچے تیور کے
فدا شیرانہ حملوں کی ادا پر روحِ جرأت کی

مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی ان کو کٹوانا
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی ہے رویت کے شربت کی

یہ وقتِ زخمِ نکلا خونِ اچھلکر جسمِ اطہر سے
کہ روشن ہو گئی مشعلِ شبتانِ محبت کی

حسنِ سنی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روشِ اربابِ سنت کی

کشفِ رازِ نجدیت

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک مونہہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

تیرے نزدیک ہوا کذب الہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب کیا تو نے تو اقرار وقوع
اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری

علم شیطان کا ہوا علم نبی سے زائد
پڑھوں لاجول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزمِ میلاد ہو کانا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علمِ نبی میں مجاہدین و بہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُن کا برا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری

اُن کی تعظیم نہ کرے گا اگر وقتِ نماز
ماری جائے گی ترے منہ پہ عبادت تیری

ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغِ حلال
جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

ہنس کی چال تو کیا آتی گئی اپنی بھی
اجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری

کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکان مدد دے
یا علی رضی اللہ عنہ سن کے بگڑ جائے طبیعت تیری

تیری انکے تو وکیلوں سے کرے استمداد
اور طبیعوں سے مدد خواہ ہو علت تیری

ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں
شرک کا چرک اگلنے لگے ملت تیری

عبد وہاب کا بیٹا ہوا شیخِ نجدی
اس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری

اُسی مشرک کی ہے تصنیف کتاب التوحید
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مہر صداقت تیری

ترجمہ اس کا ہوا تقویۃ الایمان نام
جس سے بے نور ہوئی چشمِ بصیرت تیری

واقفِ غیب کا ارشاد سناؤں جس نے
کھولدی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری

زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتنِ برپا ہوں
یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری

ہو اسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا
دیکھ لے آج موجود ہے جماعت تیری

ادعا ہو گا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری

لیکن اترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے
ابھی گھبرا نہ باقی ہے حکایت تیری

اپنی حالت کو حدیثوں کے مطابق کر لے
آپ کھل جائیگی پھر تجھ پہ خباثت تیری

مرے پیارے مرے اپنے مرے سنی بھائی
آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری

گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب
غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو صورت تیری

جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں
جن کے دل کو کرے بے چین اذیت تیری

جاگ کر راتیں عبادت میں جنھوں نے کانیں
کس لئے اس لئے کٹ جائے مصیبت تیری

اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری

اُن کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا اپنا دشمن
وہ قیامت میں نہ کریں گے رفاقت تیری

سر مُنڈے ہونگے تو پاجامے گھٹنے ہونگے
سر سے پا تک یہی پوری ہے شہادت تیری

اُن کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
اس سے تو شاد ہوئی ہو گی طبیعت تیری

تکلیں گے دین سے یوں جیسے نشانہ سے تیر
آج اس تیر کی ٹنچیر ہے سنگیت تیری

چھوڑ کر ذکر تیرا اب خطاب ہے اپنوں سے
کہ ہے مبعوض مجھے دل سے حکایت تیری

تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سن انصاف بھی کر
کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری

گالیاں دیں انہیں شیطان لعین کے پیرو
جن کے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری

جو ترے واسطے تکلیفیں اٹھائیں کیا کیا
اپنے آرام سے پیاری جنھیں صورت تیری

حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری

تو نے کیا باپ کو زیادہ سمجھا ہے ان سے
جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوت تیری

اہل سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسن
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

مسدسات

تمہید ذکر معراج شریف

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے ہم بیکسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی شدتِ سوزِ جگر بھی ہے کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے

ایسا عطا ہو جامِ شرابِ طہور کا

جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سرور کا

اب دیر کیا ہے بادہء عرفاں قوام دے ٹھنڈے پڑے کیجہ میں جس سے وہ جام دے
تازہ ہو روح پیاس بجھے لطف تام دے یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے

انہیں سرور آئے مزے جھوم جھوم کر

ہو جاؤں بے خچر لبِ ساغر کو چوم کر

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج چبے ہزار خامہ سر شاخسارِ اوج
ٹپکے گل کلام سے رنگِ بہارِ اوج ہو بات بات شانِ عروج افتخارِ اوج

فکر و خیال نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں

مضمون فرارِ عرش سے اونچے نکل چلیں

اس شان اس ادا سے ثنائے رسول ہو ہر شعر شاخِ گل ہو تو ہر لفظ پھول ہو
حضار پر سحابِ کرم کا نزول ہو سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو

ایسی تعلیوں سے ہو معراج کا بیاں

سب حاملانِ عرش سنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے اعزازِ ماہِ طیبہ کی رویت کی رات ہے

پھیلا ہوا ہے سرمہء تسخیرِ چرخ پر

یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں ادھر ادھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اسے ہر فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اسے اپنے اندھیرے گھر کا اجالا کہوں اسے

یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے

مٹکیں غلافِ کعبہ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا کوئی کلیم پوشِ مراقب ہے یا خدا
مٹکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلربا یا آہوئے سیاہ یہ چرتے ہیں جا بجا

اب سیاہ مست اٹھا حالِ وجد میں

لیلیٰ نے بال کھولے ہیں صحرائے نجد میں

یہ رت کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے اب کی بہارِ ہوش ربا ہی کچھ اور ہے
روئے عروسی گل میں صفا ہی کچھ اور ہے چھپتی ہوئی دلوں میں ادا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے

گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر ہر کلی ہے مشرق خورشیدِ نور سے لپٹی ہے ہر نگاہ تجلیءِ طور سے
 زوہت ہے سے کے منہ پہ دلوں کے سرور سے مردے ہیں بے قرار حجابِ قبور سے
 ماہِ عرب کے جلوے جو اونچے نکل گئے
 خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے
 ہر سمت سے بہار نواخوانیوں میں ہے نیشانِ جوہِ رب گہر افشانیوں میں ہے
 چشمِ کلیم جلوے کے قربانیوں میں ہے غلِ آمدِ حضور کا روحانیوں میں ہے
 اک دھوم ہے حبیب کو مہماں بلاتے ہیں
 بہرِ براقِ خلد کو جبریل جاتے ہیں

نغمہء روح

استمداد از حضرت سلطان بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے کریم ابن کریم اے رہنما اے مقتدا اختر برج سخاوت گوہر درج عطا
آستانہ پہ ترے حاضر ہے یہ تیرا گدا لاج رکھ لے دست و دامن کی مرے بھر خدا

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شاہِ اقلیم ولایت سرور کیواں جناب ہے تمہارے آستانے کی زمیں گردوں قباب
حسرتِ دل کی کشاکش سے ہیں لاکھوں اضطراب التجاء مقبول کیجئے اپنے سائل کی شتاب

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

سالکِ راہِ خدا کو راہنما ہے تیری ذات مسلکِ عرفانِ حق ہے پیشوا ہے تیری ذات
بے نواہانِ جہاں کا آسرا ہے تیری ذات تشنہ کاموں کے لئے بحرِ عطا ہے تیری ذات

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہر طرف سے فوجِ غم کی ہے چڑھائی الغیاث کرتی ہے پامال یہ بے دست و پائی الغیاث
پھر گئی ہے شکلِ قسمت سب خدائی الغیاث اے مرے فریادرس تیری دہائی الغیاث

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

مکشف کس پر نہیں شانِ معلیٰ کا عروج آفتابِ حق نما ہو تم کو ہے زیبا عروج
میں نصیصِ غم میں ہوں امداد ہو شاہا عروج ہر ترقی پر ترقی ہو بڑھے دونا عروج

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تا کجا ہو پائمال لشکرِ افکارِ روح تاکے ترساں رہے بے مونس و غمخوار روح
ہو چلی ہے کاوشِ غم سے نہایت زار روح طالبِ امداد ہے ہر وقت اے دلدار روح

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دبدبہ میں ہے فلکِ شوکت ترا اے ماہِ کاخ دیکھتے ہیں ٹوپیاں تھامے گدا و شاہِ کاخ
قصرِ جنت سے فزوں رکھتا ہے عز و جاہ کاخ اب دکھا دے دیدہء مشتاق کو لہ کاخ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

توبہ سائل اور تیرے در سے پلٹے نامراد ہم نے کیا دیکھے نہیں غمگین آتے جاتے شاد
آستانے کے گدا ہیں قیصر و کسریٰ قباد ہو کبھی لطف و کرم سے بندہء مضطر بھی یاد

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفسِ امارہ کے پھندے میں پھنسا ہوں العیاذ در ترا بیکس پنہ کوچہ ترا عالم ملاذ

رحم فرما ملاذی لطف فرما ملاذ حاضر در ہے غلامِ آستانِ بہرِ لواذ
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 شہرِ یار اے ذی وقار اے باغِ عالم کی بہار بحرِ احساں رثیہء نیشانِ جود کردگار
 ہوں خزانِ غم کے ہاتھوں پائمالی سے دوچار عرض کرتا ہوں ترے در پر پشمِ اشکبار
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 برسرِ پرخاش ہے مجھ سے عدوئے بے تمیز رات دن ہے در پئے قلبِ حزیں نفسِ رجیز
 بتلا ہے سو بلاؤں میں مری جانِ عزیز حلِ مشکل آپ کے آگے نہیں دشوار چیز
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 اک جہاں سیرابِ ابرِ فیض ہے ابکی برس تر نوا ہیں بلبلیں پڑتا ہے گوشِ گل میں رس
 ہے یہاں کشتِ تمنا خشک و زندانِ قفس اے سحابِ رحمتِ حق سوکھے دھانوں پر برس
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 فصلِ گل آئی عروسانِ چمن ہیں سبز پوش شادمانی کا نواں سجانِ گلشن میں ہے جوش
 جوہنوں پر آ گیا حسنِ بہارِ گل فروش ہائے یہ رنگ اور ہیں یوں دام میں گم کردہ ہوش
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 دیکھ کر اس نفسِ بد خصلت کے یہ زشتی خواص سوزِ غم سے دل پگھلتا ہے مرا شکلِ رصاص
 کس سے مانگوں خونِ حسرت ہائے کشتہ کا قصاص مجھ کو اس موزی کے چنگل سے عطا کیجئے خلاص
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 ایک تو ناخن بدل ہے شدتِ افکار قرض اس پر اعداء نے نشانہ کر لیا ہے مجھ کو فرض
 فرض ادا ہو یا نہ ہو لیکن مرا آزار فرض رد نہ فرماؤ خدا کے واسطے سائل کی عرض
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 نفسِ شیطان میں بڑھے ہیں سو طرح کے اختلاط ہر قدم در پیش ہے مجھ کو طریقِ پلِ صراط
 بھولی بھولی سے کبھی یاد آتی ہے کبھی شکلِ نشاط پیش بارِ کوہِ کاوِ ناتواں کی کیا بساط
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من
 آفتوں میں پھنس گیا ہے بندہء دار الحفیظ جان سے سو کاہشوں میں دم ہے مضطر الحفیظ
 ایک قلبِ ناتواں ہے لاکھ نشتر الحفیظ المدد اے داد رس اے بندہ پرور الحفیظ
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

صبح صادق کا کنارِ آسماں سے ہے طلوع ڈھل چکا ہے صورتِ شبِ حسنِ رخسارِ شمع
 طاروں نے آشیانوں میں کئے نغے شروع اور نہیں آنکھ کو اب تک خوابِ غفلت سے رجوع
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بدلیاں چھائیں ہوا بدلی ہوئے شاداب باغ غنچے چٹکے پھول مہکے بس گیا دل کا دماغ
 آہ اے جوِ قفسِ دل ہے کہ محرومی کا داغ واہ اے لطفِ صبا گل ہے تمنا کا چراغ
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

آسماں ہے قوسِ فکریں تیر میرا دل ہدف نفس و شیطاں ہر گھڑی کف برب و خنجر بکف
 منتظر ہوں میں کہ اب آئی صدائے لا تخف سرور دیں کا تصدق بحرِ سلطانِ نجف
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بڑھ چلا ہے آج کل احباب میں جوشِ نفاق خوش مذاقِ زمانہ ہو چلے ہیں بد مذاق
 سیکڑوں پردوں میں پوشیدہ ہے حسنِ اتفاق برسرِ پیکار ہیں آگے جو تھے اہلِ وفاق
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ڈر دردوں کا اندھیری رات صحرا ہولناک راہ نامعلوم رعشہ پاؤں میں لاکھوں مفاک
 دیکھ کر ابرِ سیاہ کو دل ہوا جاتا ہے چاک آئیے امداد کو ورنہ میں ہوتا ہوں ہلاک
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک عالم پر نہیں رہتا کبھی عالم کا حال ہر کمالِ را زوال و ہر زوالِ را کمال
 بڑھ چکیں شبِ ہائے فرقتِ اہتو ہو روزِ وصال مہر ادھر منہ کر میرے دن پھریں دل ہو نہال
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

گو چڑھائی کر رہے ہیں مجھ پہ اندوہ و الم گو پیاپے ہو رہے ہیں اہلِ عالم کے ستم
 پر کہیں چھٹتا ہے تیرا آستاں تیری قدم چارہء دردِ دلی مضطر کریں تیرے کرم
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہر کمر بستہ عداوت پر بہت اہلِ زمن ایک جانِ ناتواں لاکھوں الم لاکھوں محن
 سن لے فریادِ حسن فرما دے امدادِ حسن صبحِ محشر تک رہے گی آباد تیری انجمن
 روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
 حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہے ترے الطاف کا چرچا جہاں میں چار سو شہرہء آفاق ہیں یہ خصلتیں یہ نیک خو
 ہے گدا کا حال تجھ پر آشکارا مو بہو آجکل گھیرے ہوئے ہیں چار جانب سے عدو

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شام ہے نزدیک منزل دور میں گم کردہ راہ ہر قدم پر پڑتے ہیں اس دشت میں خسِ پوشِ جاہ
کوئی ساتھی ہے نہ رہبر جس سے حاصل ہو پناہ اشکِ آنکھوں میں قلقِ دل میں لبوں پر آہ آہ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تاجِ والوں کو مبارک تاجِ زرِ تختِ شہی بادشاہوں ہوئے کس پر پھلی کس کی رہی
میں گدا ٹھہروں ترا میری اسی میں ہے بہی ظلِ دامنِ خاک در دہیم و افسر ہے یہی

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من

حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

مناقب حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف

ہوا ہوں دادِ ستم کو میں حاضر دربار گواہ ہیں دلِ محزون و چشمِ دریا بار
 طرح طرح سے ستاتا ہے زمرہء اشرار بدیع بہر خدا حرمتِ شہِ ابرار
 مدار چشمِ عنایتِ زمن دروغِ مدار
 نگاہِ لطف و کرم از حسنِ دروغِ مدار

ادھر اقارب عقاربِ عدو اجانبِ خویش ادھر ہوں جوشِ معاصی کے ہاتھ سے دلِ ریش
 بیاں میں کس سے کروں ہیں جو آفتیں در پیش پھنسا ہے سخت بلاؤں میں یہ عقیدتِ کیش
 مدار چشمِ عنایتِ زمن دروغِ مدار
 نگاہِ لطف و کرم از حسنِ دروغِ مدار

نہ ہوں میں طالبِ افسر نہ سائلِ دہیم کہ سنگِ منزلِ مقصد ہے خواہشِ زر و سیم
 کیا ہے خدا نے تم کو کریم ابنِ کریم فقط یہی ہے شہا آرزوئے عبدِ اسیم
 مدار چشمِ عنایتِ زمن دروغِ مدار
 نگاہِ لطف و کرم از حسنِ دروغِ مدار

ہوا ہے خنجرِ افکار سے جگر گھائل نفسِ نفس ہے عیاں دمِ شماریء بسمل
 مجھے ہو مرحمت اب داروئے جراحتِ دل نہ خالی ہاتھ پھرے آستاں سے یہ سائل
 مدار چشمِ عنایتِ زمن دروغِ مدار
 نگاہِ لطف و کرم از حسنِ دروغِ مدار

تمہارے وصف و ثنا کس طرح سے ہوں رقم کہ شانِ ارفع و اعلیٰ کسے نہیں معلوم
 ہے زیرِ تیغِ الم مجھ غریب کا حلقوم ہوئی ہے دل کی طرف یورش سپاہِ ہوموم
 مدار چشمِ عنایتِ زمن دروغِ مدار
 نگاہِ لطف و کرم از حسنِ دروغِ مدار

ہوا ہے بندہ گرفتارِ پنچہء صیاد ہیں ہر گھڑی ستمِ ایجاد سے ستمِ ایجاد
 حضور پڑتی ہے ہر روز اک نئی افتاد تمہارے در پہ میں لایا ہوں جور کی فریاد
 مدار چشمِ عنایتِ زمن دروغِ مدار
 نگاہِ لطف و کرم از حسنِ دروغِ مدار

تمام ذروں پہ کاشتمس ہیں یہ جود و نوال فقیر خستہ جگر کا بھی رد نہ کیجئے سوال
 حسن ہوں نام کو پر ہوں میں سخت بد افعال عطا ہو مجھ کو بھی اے شاہ جنسِ حسنِ آل
 مدار چشمِ عنایتِ زمن دروغِ مدار
 نگاہِ لطف و کرم از حسنِ دروغِ مدار

عَرَضِ سَلام

بَدْرگاہِ خَیْرِ اَلانامِ عَلَیہِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ

السلام اے خسرِ دنیا و دین
 السلام اے راحتِ جانِ حزیں
 السلام اے بادشاہِ دو جہاں
 السلام اے سرورِ کون و مکان
 السلام اے نورِ ایماں السلام
 السلام اے راحتِ جاں السلام
 اے شکیبِ جانِ مضطرِ السلام
 آفتابِ ذرہ پرورِ السلام
 درد و غم کے چارہ فرما السلام
 درد مندوں کے مسیحا السلام
 اے مرادیں دینے والے السلام
 دونوں عالم کے اُجالے السلام
 نبضیں ساقطِ روحِ مضطرِ جی نڈھال
 دردِ عصیاں سے ہوا ہے غیرِ حال
 بے سہاروں کے سہارے ہیں حضور
 حامی و یاورِ ہمارے ہیں حضور
 ہم غریبوں پر کرم فرمائیے
 بد نصیبوں پر کرم فرمائیے
 بے قراروں کے سرہانے آئیے
 دلفگاروں کے سرہانے آئیے
 جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو
 جانِ عیسیٰ ہو مسیحا کرو
 شام ہے نزدیکِ منزلِ دور ہے
 پاؤں کیسے جان تک رنجور ہے
 مغربی گوشوں میں پھوٹی ہے شفق
 زردیءِ خورشید سے ہے رنگِ فق
 راہ نامعلوم صحرا پر خطر
 کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر
 طائروں نے بھی بیرالے لیا
 خواہشِ پرواز کو رخصت کیا
 ہر طرف کرتا ہوں حیرت سے نگاہ
 پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ
 سو بلائیں چشمِ تر کے سامنے
 یاس کی صورتِ نظر کے سامنے

دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی
شکل پر افسردگی چھائی ہوئی

ظلمتیں شب کی غضب ڈھانے لگیں
کالی کالی بدلیاں چھانے لگیں

ان بلاؤں میں پھنسا ہے خانہ زاد
آفتوں میں پھنسا ہے خانہ زاد

اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم
اے خدا کے نور اے شمعِ حرم

فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے
عرش کی عزت قدم سے آپ کے

آپ سے ہے جلوۂ حق کا ظہور
آپ ہی ہیں نور کی آنکھوں کے نور

آپ سے روشن ہوئے کون و مکان
آپ سے پُر نور ہے بزمِ جہاں

اے خداوندِ عرب شاہِ عجم
کیجئے ہندی غلاموں پر کرم

ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجئے
تیرہ بختوں کی شفاعت کیجئے

اپنے بندوں کی مدد فرمائیے
پیارے حامی مسکراتے آئیے

ہو اگر شانِ تبسم کا کرم
صبح ہو جائے شبِ دیبجورِ غم

ظلمتوں میں گم ہوا ہے راستہ
المدد اے خندۂ دندانِ نما

ہاں دکھا جانا تجلی کی ادا
ٹھوکریں کھاتا ہے پردیسی ترا

دیکھئے کب تک چمکتے ہیں نصیب
دیر سے ہے لو لگائے یہ غریب

ملتی ہوں میں عرب کے چاند سے
اپنے رب سے اپنے رب کے چاند سے

میں بھکاری ہوں تمہارا تم غنی
لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی

تنگ آیا ہو دلِ ناکام سے
اس نکلے کو لگا دو کام سے

آپ کا دربار ہے عرشِ اشتباہ
آپ کی سرکار ہے بیکسِ پناہ

مانگتے پھرتے ہیں سلطان و امیر
رات دن پھیری لگاتے ہیں فقیر

غمزدوں کو آپ کر دیتے ہیں شاد
سب کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد

میں تمہارا ہوں گدائے بے نوا
کیجئے اپنے بے نواؤں پر عطا

میں غلام ہچکارہ ہوں حضور
ہچکاروں پر کرم ہے پُر ضرور

اچھے اچھوں کے ہیں گاہک ہر کہیں
ہم بدوں کی ہے خریداری یہیں

کیجئے رحمت حسن پر کیجئے
دونوں عالم کی مرادیں دیجئے

رباعیات

☆

جانِ گلزارِ مصطفائی تم ہو
مختار ہو مالکِ خدائی تم ہو
جلوہ سے تمہارے ہے عیاں شانِ خدا
آئینہٴ ذاتِ کبریائی تم ہو

☆

یارانِ نبی کا وصف کس سے ہو ادا
ایک ایک ہے ان میں ناظمِ نظمِ ہدیٰ
پائے کوئی کیونکر اس رباعی کا جواب
اے اہلِ سخن جس کا مصنف ہو خدا

☆

بدکار ہیں عاصی ہیں زیاں کار ہیں ہم
تعزیر کے بے شبہ سزاوار ہیں ہم
یہ سب سہمی پر دل کو اس سے قوت
اللہ کریم ہے گنہگار ہیں ہم

☆

خاطی ہوں سیاہ کار ہوں خطاکار ہوں میں
جو کچھ ہو حسنِ سب کا سزاوار ہوں میں
پر اس کے کرم پر ہے بھروسہ بھاری
اللہ ہے شاہد کہ گنہگار ہوں میں

☆

اس درجہ ہے ضعف جاں گزائے اسلام
ہیں جس سے ضعیف سب قوائے اسلام
اے مرتوں کی جان کو بچانے والے
اب ہے ترے ہاتھ میں دوائے اسلام

☆

کب تک یہ مصیبتیں اٹھائے اسلام
کب تک رہے ضعف جاں گدائے اسلام
پھر ازسرِ نو اس کو توانا کر دے
اے حامیِ اسلام خدائے اسلام

☆

ہے شامِ قریب چھپی جاتی ہے ضو
منزل ہے بعید تھک گیا رہو
اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا
ٹوٹی ہوئی آس نے لگائی ہے لو

☆



برسائے وہ آزرده روی نے جھالے
 ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی نالے
 اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا
 اے ڈوبتوں کے پار لگانے والے



سن احقر افراد زمن کی فریاد
 سن بندہء پابندِ محن کی فریاد
 یا رب تجھے واسطہ خداوندی کا
 رہ جائے نہ بے اثر حسن کی فریاد



جو لوگ خدا کی ہیں عبادت کرتے
 کیوں اہلِ خطا کی ہیں حقارت کرتے
 بندے جو گنہگار ہیں وہ کس کے ہیں
 کچھ دیر اسے ہوتی ہے رحمت کرتے



دنیا فانی ہے اہل دنیا فانی
 شہر و بازار و کوہ و صحرا فانی
 دل شاد کریں کس کے نظارہ سے حسن
 آنکھیں فانی ہیں یہ تماشا فانی



اس گھر میں نہ پابند نہ آزاد ہے
 غمگین رہے کوئی نہ دل شاد رہے
 تعمیر مکان کس کیلئے ہو تو ہے
 کوئی نہ یہاں رہے گا یہ یاد رہے

تاریخ

تاریخ طبع نتیجہء فکر

علیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ

حضرت مولانا احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

نعتِ حسن آمدہ نعت حسن
حُسن رضا باد بزیں سلام
۱۳۲۶ھ

إِنَّ مَنِ الذُّوقِ لِسِخْرِهِمْ
۱۳۲۶ھ

إِنَّ مَنِ الشِّعْرِ لِحِكْمَةِ تَمَامِ
۱۳۲۶ھ

کلك رضا داد چناں سال آں
یافت قبول از هدِ راس الانام
۱۳۲۶ھ